هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ط

باطل شکن

مناظرۂ پلیا کلاں کی مکمل روداد

اس کتاب میں دونوں جانب کی تحریریں، ضروری پس منظر کے ساتھ نقل ہیں، جس سے علماء دیوبند کی سنجیدگی، حقیقت پسندی صداقت، علمیت اور علماء بریلی کی بے علمی، کافر گری، الزام تراشی باطل پرستی کھلے طور پر ظاہر ہوتی ہے اور اختلافی مسائل پر اصلاحی تقریریں درج ہیں۔

ناشر

عظیم بکڈپو جامع مسجد دیوبند

تاریخ مناظرہ

۵ر محرم تا ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۶ر تا ۲۲ر دسمبر ۱۹۷۷ء اول جمعہ سے
دوسرے جمعہ تک

اسماء گرامی علماء اہلسنت والجماعت

○ حضرت مولانا سید ارشاد احمد صاحب مدظلہ دیوبند
○ حضرت مولانا سیف اللہ صاحب مدظلہ دیوبند
○ حضرت مولانا نظام الحق صاحب " محمدی
○ حضرت مولانا امام علی " "
○ حضرت مولانا رعایت علی " گولا
○ حضرت مولانا خالد صاحب بلیاوی دیوبند
○ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب گونڈویؒ "
○ حضرت مولانا فرید احمد صاحب
○ حضرت مولانا محمد مبارک علی مرحوم
○ حضرت مولانا جمیل احمد صاحب
○ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب
○ حضرت مولانا نذیر اللہ صاحب ناظر مدظلہ
○ حضرت مولانا ولی اللہ بہرائچی مدظلہ

اہل بدعت بریلوی علماء کے نام جو مناظرے میں شریک تھے

○ مولانا شاہد رضا صاحب پیلی بھیت
○ مولانا محمد ادریس رضا " "

ان کے علاوہ بارہ حضرات اور تھے جنہوں نے اپنے نام ظاہر نہیں کیے۔

اسماء مرتبین .... مولانا حکیم عصام الحق و مولانا حکیم جمیل احمد صاحبان
خصوصی نگراں .... حضرت مولانا امام علی صاحب مدظلہ
کتابت ------------ محمد عیاض قاسمی دیوبندی
طباعت ------------ نازیہ آفسیٹ پرنٹرس دہلی

ناشر :- عظیم بکڈپو جامع مسجد دیوبند

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

حامداً و مصلیاً و مسلماً اما بعد

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی روشن شریعت پیش فرمائی ہے جسمیں کسی قسم کی تبدیلی اور ترمیم کی ضرورت نہیں ہے، دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے اہل سنت وجماعت شریعت کو اصلی شکل میں باقی رکھنے کیلئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس زمانہ میں منتخب کر لئے گئے ہیں۔ اپنے کو سنی کہنے والے بریلی علماء شرک و بدعت کے کاروبار کو باقی رکھنے کی کوشش میں ہمیشہ ناکام ہوئے ہیں اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

پلیا کلاں کا تحریری مناظرہ بھی حق وصداقت کی روشن یادگار ہے۔ قارئین کرام کے اصرار پر کتاب چوتھی مرتبہ پھر شائع کیجارہی ہے۔ یہ کتاب صرف زوردار مناظرہ ہی نہیں بلکہ بریلویت کے شرک و بدعات کی مکمل تردید ہے اہل علم اور عوام سب کے لئے یکساں مفید ہے، زبان بھی بہت آسان اور دلنشیں ہے، تعصب سے پاک ہوکر اس کتاب کا مطالعہ بریلوی صاحبان بھی کرینگے تو انشاء اللہ قبول حق سے محروم نہ رہیں گے، اتحاد و اتفاق کی ضرورت کے ساتھ اصلاح کیلئے بدرجہ مجبوری اختلافی موضوعات پر یہ کتاب کچھ ترمیم کے ساتھ شائع کی ہے۔

اللہ تعالےٰ مولانا امام علی صاحب مدظلہ کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے میری خواہش کی لاج رکھتے ہوئے اس کتاب کے جملہ حقوق طباعت مجھے عنایت فرما دیئے۔

عمر فاروق (مالک) عظیم بکڈپو دیوبند ۲۴۷۵۵۴

پس منظر

از قلم :- حضرت مولانا امام علی صاحب دانش مدظلہٗ (صدر مدرس ادارہ محمودیہ محمدیہ) الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین! اما بعد

منظور ہے گذارشِ احوال واقعی — اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

اللہ تبارک وتعالےٰ ہی ہر قسم کی عبادت وبندگی اور پرستش کا اکیلا مستحق ہے۔ اسی نے بندوں پر رحم فرماتے ہوئے پیغمبروں کو اپنی عبادت کا طریقہ سکھانے کیلئے بھیجا اور نبوت ورسالت کا سلسلہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمایا۔ اور انکو تمام مخلوق سے زیادہ علم وفضل سے نوازا۔ ان کو قیامت تک باقی رہنے والی شریعت اور کبھی نہ فنا ہونیوالی کتاب عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنی امت کو خصوصی طور پر یہ جامع نصیحت فرمائی۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (رواہ فی الموطا مشکوٰۃ ص۳۱)

میں نے تمہارے اندر دو امر چھوڑے ہیں جبتک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت۔

اور پھر یہ خوشخبری بھی سنادی۔

عن معاویۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لایزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ وہم علےٰ ذالک۔

متفق علیہ مشکوٰۃ ص۵۸۳

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے سنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں سے ایک جماعت اللہ کے دین پر قائم رہیگی جو انہیں رسوا کرنا چاہے گا نقصان نہ پہونچا سکے گا۔ اور نہ انکی جو مخالفت کرنے (کچھ کرسکے گا) یہانتک کہ اللہ کا حکم نافذ ہوجائیگا۔ یعنی قیامت آجائیگی اور وہ اسی حالت پر ہونگے۔

دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ کتاب اور سنّت کی مکمل پیروی میں ہی ہدایت منحصر ہے اور راہ ہدایت پر ایک قابل لحاظ تعداد ہمیشہ گامزن رہے گی۔ انکی مخالفت کرنیوالے ذلیل و رسوا ہونگے۔ ترمذی شریف کی ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا گیا:

اِنَّ الدِّیْنَ بَدَاءَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَاءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ۔

بیشک دین کی ابتدائی حالت اجنبیوں جیسی تھی اور جلد ہی دین پھر ابتدائی حالت جیسا اجنبی ہوجائے گا۔ مبارکباد ہو دین کیلئے ...... اجنبی بن جانیوالوں کو اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ میرے بعد میری سنّت میں جو لوگوں نے فساد کیا ہے اسکی اصلاح کریں گے۔

اس حدیث میں دین اسلام کی ابتدائی حالت جامع الفاظ میں واضح کردی گئی ہے، اور شریعت کو بگاڑنے والوں کے بگاڑ کو مٹا کر درستگی کی جدوجہد کرنیوالوں کو مبارکباد پیش کی گئی ہے۔ ان ارشادات نبوی کی صداقت ہر دور کی تاریخ پیش کرتی رہی ہے اور پیش کرتی رہے گی۔ اس آخری دور میں کتاب و سنّت کی ترجمانی کا حق امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے سلسلۃ الذہب سے منسلک علماء دارالعلوم دیوبند ادا کر رہے ہیں اور ان کی مخالفت کرنیوالے رسوا ہوتے رہتے ہیں، اکابر علماء دیوبند قولی و عملی طور پر جب دین اسلام کی حفاظت کیلئے سربکف ہو کر نکلے تو باطل کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ اہل باطل نے محاذ آرائی کیلئے متعدد میدان منتخب کرلیے۔ ان ہی باطل پرستوں کے محاذوں میں سے ایک رسوائے زمانہ محاذ بریلی میں قائم کیا گیا جہاں سے اکابر علماء دیوبند کو کافر، مرتد، گمراہ کہنے کی ناپاک تحریک شروع کی گئی۔ اور بدعات و محدثات کی تائید کے نعرے بلند کئے گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق پر

علمائے دیوبند کی نصرت و حمایت کے اسباب پیدا فرمادیئے۔ انہیں کافر کہنے والوں کی گردنوں میں انکے بنائے کفر کے طوق خود ہی پڑ گئے، اپنے گروہ کے علاوہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو تکفیر کا نشانہ بنانیوالے اپنے بچھائے ہوئے دام فریب و تزویر میں خود ہی گرفتار ہو گئے۔ بریلی کے کافر گر خانہ ساز علماء کا وقار انکی بدزبانی بدتہذیبی بیہودگی کیوجہ سے سنجیدہ پڑھے لکھے طبقے کی نظروں میں گر چکا ہے، اسی لئے وہ اپنا دام تزویر پھیلانے کیلئے ایسے مقامات کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جہاں جہالت کا دور دورہ ہو۔ اور علم صحیح کی روشنی موجود نہ ہو۔

پیلی بھیت اور کھیری کے درمیان قصبہ پلیا کلاں بھی ایسا مقام ہے جہاں کے رہنے والے مسلمان بہت ہی بھولے بھالے اور سادا طبیعت ہیں مگر علم دین کی کمی اور علمائے حق کی آمد و رفت کم ہونیکے سبب جاہلانہ رسوم اور اوہام میں گرفتار ہیں۔ وہاں کے رہنے والے مسلمان دیوبند و بریلی کے اختلاف سے محض ناواقف تھے، کچھ عرصہ پہلے ایک صاحب ایک مسجد کے امام کی حیثیت سے پلیا میں تشریف لائے، اور اپنے کو تبلیغی جماعت کا ایک فرد ظاہر کیا۔ تبلیغی نصاب کو سنانا بھی شروع کیا۔ مگر حقیقت ---- کہاں چھپتی ہے تھوڑی ہی مدت میں نفاق کا نقاب چہرے سے الٹ دیا۔ اور مبلغ صاحب بریلویت ارضاخانیت اکے پرجوش مبلغ بن گئے اور مسلمانوں کی دینی اصلاح اور ان میں اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کی کوشش کرنیکے بجائے علماء دیوبند کیخلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ اور جو مخلص بندے اسلام کے بنیادی ارکان کلمہ نماز وغیرہ کی تبلیغ کر رہے تھے، ان کو بے دین اور گمراہ کہنے لگے۔

پروپیگنڈہ مفاد پرستوں نے لوگوں میں پروپیگنڈہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علماء دیوبند بشر کہتے ہیں جبکہ پیغمبر کو بشر کہنا انکی توہین ہے۔ فاتحہ کو منع کرتے ہیں، مزاروں کی زیارت سے روکتے ہیں۔ قیام و سلام کی مخالفت کرتے ہیں۔ پیغمبر کو نہیں مانتے ہیں۔ ان کو اللہ کا بندہ اور انسان کہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

غیرضروری بحثوں میں عوام کو الجھا کر اہل سنت والجماعت حنفی علماء دیوبند کیخلاف پروپگنڈہ کیا گیا۔ جبکہ وہاں دیوبند کا کوئی فاضل موجود بھی نہیں تھا۔ چند تبلیغی جدوجہد کرنیوالوں کو علماء دیوبند کا نمائندہ قرار دیکر کافر اور گمراہ بتلایا گیا۔ اور اختلاف کا فتنہ کھڑا کیا گیا۔ باطل پرستوں کی ہمیشہ یہی عادت رہی ہے۔

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ اور بشر نہ کہنا قرآن مجید اور حدیث شریف کی توہین ہے اور اسلامی عقیدے کی مخالفت ہے۔ بریلوی جماعت کے صدر الشریعہ مولوی امجد علی صاحب نے بہار شریعت حصہ اول میں لکھا ہے" انبیاء سب بشر تھے" اگر پیغمبرؑ کو انسان کہنا توہین ہے تو اس کے مجرم تمام ہی علماء ہیں صرف دیوبند والوں کو مطعون کرنا محض دل کا غبار نکالنا ہے، تمام پیغمبرؑ انسان تھے، ان کو انسان سمجھنے ہی میں ان کی تعظیم اور فضیلت ہے۔ اولیاء کرام کے مزاروں پر حاضری دینا علماء دیوبند کا معمول ہے۔ اور ایصال ثواب (فاتحہ) علماء دیوبند کے یہاں رائج ہے۔ درود وسلام فخر دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیخدمت میں پیش کرنا علماء دیوبند کا محبوب وظیفہ ہے ہاں بزرگوں کے مزاروں پر میلہ لگانے اور تماشہ کرنے اور بدعات میں مبتلا ہونے سے علماء دیوبند منع کرتے ہیں، کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنیوالی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارت بنانے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے دیکھو مشکوٰۃ شریف ص۱۳۸ ھ۱۴۸ اور ایصال ثواب (فاتحہ) اور قیام ومیلاد کے آجکل جو طریقے رائج ہیں۔ وہ شریعت کیخلاف ہونے کی وجہ سے منع کیئے جاتے ہیں۔ ورنہ صحیح روایتوں کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آپؐ پر درود وسلام بھیجنا علماء

دیوبند کی زندگی کا نصب العین ہے، ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ من مانے طریقوں کو چھوڑ کر شریعت کے طریقوں کو اپنایا جائے، قرآن اور سنت کی روشنی کو پھیلایا جائے ان کے برخلاف بریلوی (رضاخانی) مولوی صاحبان کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بنائے ہوئے عقیدوں اور طریقوں کو رواج دیا جائے تعلیم قرآن وحدیث اور تلقین کلمہ ونماز اور وعظ ونصیحت کی محفلوں کی اہمیت گھٹا کر خودساختہ عملوں کو رواج دیا جائے۔ والعلم عند اللہ وھو علام الغیوب

مناظرہ کا چیلنج

بریلوی (رضاخانی) اپنے بناوٹی مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لئے بار بار کہا کرتے تھے۔ ہمارے مقابلہ میں کوئی دیوبندی عالم نہیں ٹھہر سکتا۔ کتابیں لیئے لیئے پھرتے تھے اس میں یہ لکھا ہے، اس میں یہ لکھا ہے جب پانی سر سے اونچا ہو گیا اور حق پسندوں کو قدم قدم پر چھیڑا گیا تو ان کی غیرت ایمانی کو جوش آگیا۔ اور اختلاف کا فیصلہ کرنے کیلئے دین کے خادموں نے مناظرہ کا چیلنج قبول کر لیا۔ تاریخ مقرر ہو گئی، دونوں جانب کے علماء کو الگ الگ دعوت دی گئی۔ تاریخ متعینہ پر علماء کرام جمع ہو گئے۔ اب یہیں سے رضاخانیوں کے گریز کی کہانی شروع ہوتی ہے۔

ٹال مٹول

پہلے شور وغوغا اور چھیڑ چھاڑ کر کے حق پسندوں کے علماء حق کو بلانے پر مجبور کیا۔ اور ۳ محرم روز جمعرات ہی سے علماء دیوبند کی آمد شروع ہو گئی۔ اور مناظرہ کی تاریخ متعینہ ۴ محرم ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۶ اردسمبر ۱۹۷۴ء بروز جمعہ دونوں جانب کے علماء جمع ہو گئے۔ عوام کے باہمی قول وقرار کے مطابق پنڈال تیار کیا جانے لگا۔ بریلوی جماعت کے امام نے پولیس چوکی میں شکایت کر دی کہ دیوبندی لوگ ہمارے اسٹیج کے پاس اسٹیج بنا کر فساد کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے کو امن کا نقیب اور دوسروں کو فسادی تبلانا چاہا۔ جب کہ مناظرہ کا پلان انہیں امام کا بنایا ہوا تھا

اور جگہ آپس کے مشورے سے طے ہوئی تھی۔ اور جب مناظرے کا وقت آگیا ٹال مٹول کی جانے لگی۔ انہیں مواقع کیلئے کسی شاعر نے کہا ہے۔

ے بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

آخر کار پولیس چوکی سے معاملہ تھانہ میں پہونچا اور عوامی نمائندوں نے باطل نواز امام کو مناظرہ کیلئے تیار کرلیا۔ مگر تقریری مناظرہ کیلئے کسی طور پر بھی اہل باطل تیار نہ ہوئے، مجبور ہو کر عوامی نمائندوں نے تحریری مناظرہ کا دستی اجازت نامہ ڈی۔ یم صاحب بہادر سے حاصل کر کے تھانہ میں داخل کر دیا۔ عوام مطمئن ہو گئے کہ رات کو مناظرہ ہوگا اور اختلاف کے فیصلے کی کوئی صورت سامنے آجائے گی۔

انوکھا فریب شام کو نماز مغرب کے بعد ہی سے جامع مسجد محلہ ماہی گیران میں علماء کرام کا وعظ ہو رہا تھا مناظرے کی جگہ خالی تھی۔ نماز عشاء کے بعد اہل باطل کے نمائندہ صدر صاحب تشریف لائے اور بتلایا کہ داروغہ جی وغیرہ کسی جگہ دعوت میں گئے ہیں۔ ہم لوگ میلاد شریف مناظرہ گاہ میں کرنا چاہتے ہیں آپکو اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ دیوبندی عوام نے فراخدلی سے منظور کرلیا۔ سوچا کہ ہمارے علماء کرام کے بیانات مسجد میں ہو ہی رہے ہیں یہ بریلوی (رضاخانی) لوگ بھی اپنی آرزو پوری کرلیں۔ ورنہ کہیں گے کہ ہم کو میلاد سے روک دیا۔ عوام اس فریب کو نہیں سمجھ سکے کہ میلاد شریف کے نام پر کچھ حرکت کیجانے والی ہے۔ لیکن بریلوی مولوی صاحبان کی فریب کاری پر جن کی گہری نظر ہے وہ سمجھ گئے کہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے، وہ اسٹیج پر ہونیوالے بیانات کی نگرانی کرنے لگے، طے کرلیا گیا تھا کہ میلاد شریف ختم کر کے جیسے ہی میدان خالی سمجھ کر بریلوی (رضاخانی) مولوی صاحبان مناظرہ کا چیلنج دیں فوری طور پر منظور کرلیا جائے تاکہ وہ ہوا میں تیر چلا کر رخصت نہ ہو جائیں۔

مناظرہ گاہ کا قصہ تقریباً نو بجے یہ اطلاع ملی کہ داروغہ جی مناظرہ گاہ

میں تشریف لائے ہیں اور مناظرہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ پتہ نہیں بریلویوں نے کیا جواب دیا۔ علماء دیوبند کیطرف سے کہا گیا ہم اختلاف مٹانے کیلئے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں، ---------- پھر علماء دیوبند اپنے اسٹیج پر تشریف لے گئے اور لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت قرآن مجید حافظ عبد الباقی متعلم ادارہ محمودیہ محمدی نے شروع کر دی۔ قرآن مجید کو سکون سے سننے کے بجائے آوازیں بلند کی گئیں۔ چند نعرے بھی لگائے گئے (نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری، نعرۂ غوثیہ) ان نعروں میں سیدنا ابوبکر صدیق رض سیدنا عمر فاروق رض سیدنا عثمان غنی رض کا ذکر نہ کر کے اور صرف سیدنا علی مرتضیٰ رض کا نام لیکر نعرہ باز بریلویوں نے شیعہ فرقہ سے اپنا تعلق ظاہر کر دیا۔ اور حکم قرآنی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ الخ (یعنی جب قرآن مجید پڑھا جائے اسے سنو اور خاموش رہو) ٹھکرا دیا۔ عوام اسی سے سمجھ گئے کہ رضا خانیوں کے دل میں قرآن حکیم کی عظمت اور شریعت کے احکام کا احترام نہیں ہے۔ آخر کار تلاوت قرآن مجید کا سلسلہ اور نعرہ بازی کا ہنگامہ پولیس کے کہنے پر ختم ہو گیا۔ ڈی۔ ایم صاحب سے حاصل ہوا دستی اجازت نامہ دیوبندی عوام کے اسٹیج سے لاؤڈ اسپیکر پر راقم السطور نے پڑھ کر سنایا۔ اور مناظرہ شروع کرنیکا مطالبہ کیا۔ سامنے والے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے بریلوی مولوی صاحبان نے کہلایا۔ آج ہمارے پاس کتابیں نہیں ہیں کچھ حادثہ پیش آگیا۔ کل رات ۸ بجے سے ہم مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہیں بہت کچھ کہنے غیرت دلانے اور اصرار کرنے پر بھی بریلوی (رضا خانی) انکار پر انکار کرتے رہے اور تحریر لکھ کر دیدی کہ مناظرہ کل رات میں کریں گے۔ یہ بھی کہا گیا کہ جب مناظرہ تحریری کرنا ہے تو صبح ہی سے شروع کر دیا جائے۔ مگر بریلوی صاحبان رات ہی کیلئے اصرار کرتے رہے۔ وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ دیوبندی علماء اہلسنت وجماعت صرف آج ہی کیلئے موقعہ نکال کر آئے ہیں نیز کم الفرصت ہیں سب کل چلے جائیں گے پھر ہم فتح کا اعلان کر دیں گے۔ علمائے دیوبند

نے دوسرے دن رات کیلئے مناظرے کی منظوری دیدی۔ اور گریز وفرار کی راہ تلاش کرنیوالوں کو بہانہ کا موقعہ نہ دیا۔ جب کہ تاریخ متعین پر مناظرے سے انکار کرنا بریلویوں کی پہلی شکست تھی۔

موضوع اور شرائط مناظرہ

دوسرے دن موضوع اور شرائط مناظرہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی بے ضابطہ طور پر کچھ تحریروں کے آنے جانے کا سلسلہ بھی جاری ہوا۔ عوام کی یہ خواہش تھی کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں علمائے کرام اختلافی مسائل کا فیصلہ فرمادیں علمائے دیوبند بھی تمام اختلافات کا فیصلہ شرعی دلیلوں کی روشنی میں چاہتے تھے اپنی تقریروں میں اختلافی مسائل پر اطمینان بخش گفتگو کر چکے تھے۔ مگر بریلوی (رضاخانی) مولوی صاحبان کو مسلمانوں کے لڑانے اور اختلاف کو بڑھانے ہی میں فائدہ نظر آتا ہے اسی لئے وہ آخر تک فیصلہ کن مناظرہ کیلئے حکم (جج) مقرر کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ عوام کی نمائندہ کمیٹی بنانے کا بھی مذاق اڑایا۔ موضوع اور شرائط کو بھی آمنے سامنے بیٹھ کر طے نہ کرنے دیا۔ جن مسائل پر عوام میں اختلاف تھا انہیں مناظرہ کا موضوع بنانے کی ہمت نہیں کی۔ بلکہ وہی پرانا سبق دہرانا شروع کر دیا۔ جو اُن کے اعلیٰ حضرت پڑھا گئے ہیں کہ علمائے دیوبند کو کافر مرتد کہتے رہو۔ کافر گری کی الو لہبی تحریک جاری رکھو۔ علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والوں، انہیں مسلمان سمجھنے والوں، ان کے کافر ہونے میں شک کرنیوالوں کو بھی کافر بد دین سمجھتے رہو۔ ان کے نکاحوں کو غلط، ان کی اولاد کو ناجائز ان کے ذبیحوں کو حرام، ان کے جلسوں کو، انکے وعظوں، ان کی کتابوں، ان سے ملنے والوں کو ناپاک اور خبیث سمجھ کر اپنے اعمال ناموں کو سیاہ کرتے رہو۔ اس تعلیم و تلقین کو چھوڑنے کے لئے علماء بریلی تیار نہیں ہوئے اور تیار بھی کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ ان کے امام اعلیٰ حضرت وصایا شریف میں یہ لکھ گئے ہیں:

میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

(وصایا شریف ص۱۲ حضور پرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

علماء دیوبند اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو، ندویوں اور سر سید مرحوم کی تعریف کرنیوالوں کو۔ ملک کی تحریکِ آزادی کے رہنماؤں کو بد دین، خبیث سمجھنا اس دین و مذہب کا اہم رکن ہے، جو بریلوی جماعت کے مولویوں کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ اس اہم رکن کی پابندی انتہائی اہم فرض ہے جسے وہ کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا کہ مسلمانوں کا اختلاف ختم کرنے کی علمائے دیوبند کی بتلائی ہوئی تدبیر اختیار کرنے کے بجائے مسلمانوں کو کافر کہنے کا سبق تحریروں میں لکھ کر اور زبانی لوگوں کو پڑھا کر پیلی بھیت وغیرہ سے آئے ہوئے بریلوی (رضاخانی) علماء رخصت ہو گئے تاہم دونوں جانب تحریروں کا تبادلہ جس حد تک ہو سکا ہے، اسکی روداد بھی نتیجہ تک پہونچنے اور حق سمجھنے کیلئے کافی ہے، اسی امید پر مناظرہ کی تفصیلی کہانی تحریروں کی زبانی آئندہ صفحات میں پیش کیجارہی ہے تحریریں حقائق کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ جن سے ہر سمجھدار سنجیدہ شخص سمجھ لے گا کہ بریلوی (رضاخانی) علماء الزام تراشی، گروہ بندی، فساد انگیزی دشنام دہندگی سے کام لیتے ہیں۔ اور علماء دیوبند معقولیت پسندی سنجیدگی خوش سلوبی سے اسلام کی حمایت و خدمت کرنا اپنا فرض منصبی جانتے ہیں۔ مناظرہ میں تمام حق پسندوں، شریعت کے محافظوں، کتاب و سنت کے خادموں، حقیقی اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کی جیت ہوئی۔ اور باطل کے نمائندوں کا لاجواب ہونا ظاہر ہو گیا۔ اسی نتیجہ تک ہر وہ شخص پہونچے گا جو بھی غور و فکر سے پوری روداد پڑھے گا۔ انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

امام علی قاسمی عفی عنہ　　۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

شریعت کا فیصلہ

ایمان افروز تحقیقی تقریریں

حضرت مولانا امام علی صاحب مدظلہ نے مدرسہ مصباح العلوم جامع مسجد حکمنڈی میں بیان کیا۔

اختلاف دور کرنے کا طریقہ

بزرگو اور بھائیو! اللہ تبارک و تعالے نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo اللہ تعالے نے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر فرمایا ہے، پس نہیں تمہارے رب کی قسم نہیں مومن ہوں گے جب تک آپکو حکم (فیصلہ کرنیوالا) نہ بنالیں آپس کے اختلاف میں پھر اپنے نفسوں میں آپکے فیصلے سے تنگی نہ محسوس کریں۔ اور پورے طور پر تسلیم کرلیں۔ اس آیت میں خدا تعالے نے اپنی پروردگاری کی قسم کھاکر صاف صاف حکم دیدیا ہے کہ جبتک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی شریعت کو اپنے تمام اختلافات میں فیصلہ دینے والا حکم نہیں مانا جائے گا۔ ایمان واسلام نصیب نہ ہوگا مومن وہی ہے جو شریعت محمدی کے فیصلے پر اپنی گردن جھکادے مسلمان وہی ہے جو اسلامی شریعت کو بلاچون وچرا تسلیم کرلے۔ جو شخص بھی شریعت کا حکم ٹھکرا دے گا، باپ دادا کی خلاف شریعت رسموں کو اپنائے گا۔ قوم دبرادری کے طریقوں کو شریعت کے حکموں پر ترجیح دے گا وہ ایمان واسلام کی حقیقت حاصل نہ کرسکے گا۔ شریعت کے فیصلے کو آسانی، خندہ پیشانی اور خوشدلی سے پورے یقین واعتماد کیساتھ قبول کرنا، مان

لینا فرض ہے

نجات کا راستہ

دیوبند اور بریلی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے حشر کے میدان میں یہ نہیں پوچھا جائے گا تم نے علماء دیوبند کو رہنما بنایا تھا یا بریلوی مولویوں کو پیشوا بنایا تھا دیوبند اور بریلی کے مدرسے قائم ہوئے بہت زمانہ نہیں گزرا۔ قرآن و حدیث کی رہنمائی ان مدرسوں کے وجود میں آنے سے پہلے بھی نجات کا ذریعہ تھی۔ اور ان مدرسوں کے قائم ہو جانے کے بعد بھی قرآن و حدیث کی ہدایت کافی ہے، کافی رہے گی۔ میدان حشر میں پوچھا جائیگا کہ تم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا تھا۔ اسکا حق ادا کیا ہے کہ نہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے عقیدوں کو سچے دل سے قبول کیا تھا کہ نہیں؟ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے ہوئے عملوں کی پیروی کی تھی یا نہیں؟ جن لوگوں نے بھی اپنے بنائے ہوئے عقیدوں اپنے گھڑے ہوئے اعمال، اپنے ایجاد کردہ مسئلے اختیار کر رکھے ہیں وہ ہمارے آقا و مولی محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ شریعت محمدی کیخلاف نئی شریعت بنانے والے، قانون رسالت کے مقابل اپنا قانون چلانے والے، کتاب و سنت کے دستور میں ترمیم و اضافہ کرنیوالے اپنا چہرہ ساقی کوثر شافع محشر کے سامنے کیسے کریں گے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ عقیدے وہی مقبول ہیں جو حضور پاک کے بتلائے ہوئے ہیں۔ نمازیں وہی مقبول ہیں جو حضور کے طریقہ پر ادا کیجائیں۔ روزے وہی مقبول ہیں جو حضور کے طریقہ پر رکھے جائیں۔ زکوٰۃ و حج اور تمام نیکیاں اسی وقت مقبول ہیں جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے طریقے کیمطابق ہوں، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اسی طریقے پر ادا کرنا عبادت ہے جو طریقہ نبوی ہے ۔

نبی کے راستے سے جو قدم اپنا ہٹائیگا ❖ کبھی رستہ نہ پائیگا کبھی منزل نہ پائے گا

اسلام ہمارا پیغام ہے

ہم لوگ آپ کے قصبہ میں وہی پیغام پیش کرنے آئے ہیں جو نبی پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہماری نئی دعوت نہیں ہے ہماری کوئی نئی شریعت نہیں ہے ہمارا اسلام نیا نہیں ہے ہمارا کوئی نیا نعرہ نہیں ہے، دعوت ہماری شریعت ہے، ہمارا حکم ہے ہمارا نعرہ وہی ہے جو کتاب و سنت میں موجود ہے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان فرمایا ہے جیسے دین کے اماموں اور بزرگوں نے پیش فرمایا۔ ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ لوگ سنجیدگی اور معقولیت سے غور کریں۔ سوچیں کہ نماز جو دین کا اہم رکن ہے، جسے قرآن مجید میں سینکڑوں بار ذکر فرمایا گیا ہے۔ جسے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ادا کیا ہے۔ جس کے بارے میں فرمایا۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے" حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی، اس نے کفر کیا" وہ نماز جو کہ معراج کا تحفہ ہے، وہ نماز جسکی پابندی کا حکم سرکار نے اپنی آخری وصیت میں دیا تھا۔ وہ نماز جو تمام صحابہ کرام، ائمہ دین، بزرگان اسلام کی آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہے اسی نماز کو اگر کوئی سورج نکلتے وقت پڑھ لے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔ کیوں کہ سرکار نبوت کے حکم کیخلاف نماز پڑھی ہے، میں زیادہ مثالیں نہیں دوں گا۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ سرکار نے حکم دیا ہے کہ نماز اللہ کیلئے پڑھی جاتی ہے، مگر کچھ لوگ صلوٰۃ غوثیہ یعنی بڑے پیر صاحب کے نام کی نماز پڑھتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں یا نہیں؟ مجھے یقین ہے اور آپ کو بھی یقین ہونا چاہیئے کہ بڑے پیر یا دوسرے بزرگ اور ولی بیشک اللہ والے ہیں مگر وہ نماز کے مستحق نہیں ہیں۔ سجدے اور نذر و منت کے حقدار وہ نہیں ہیں۔ روزہ انکے نام کا درست نہیں ہے کسی قسم کی عبادت اور پرستش اور بندگی کے لائق اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں ہے یہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بنیادی تعلیم ہے یہی تمام

پیغمبروں کی دعوت ہے، یہی اسلام کا پہلا پیغام ہے اسی کو ہم پیش کرتے ہیں۔

ہم مصلح ہیں

جب آپ کو معلوم ہوگیا ہے کہ نماز جو سب سے اہم اور فضیلت والی عبادت ہے وہ بھی اسی وقت مقبول ہوگی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے پر ادا کیا جائے۔ اب سمجھ لیجیے یہی حکم تمام فرضوں واجبوں، سنتوں اور مستحب و مستحسن عملوں کا ہے ہر عمل کا درجہ و مرتبہ متعین کردیا گیا ہے ہر عمل کی ادائے گی کا طریقہ سکھادیا گیا ہے شکل و ہیئت بھی متعین ہے آپ فرض کو فرض کے درجہ میں رکھیے، واجب کو واجب کے درجہ میں، سنت کو سنت کے درجہ میں اور مستحب کو مستحب کے درجہ میں رکھیے۔ اور شریعت کی متعین کردہ ہیئت کو ہرگز نہ بدلیے۔ آپ صراط مستقیم پر رہیں گے نجات پائیں گے اور اگر آپ نے فرائض و ارکان سے لاپرواہی برتی اور نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کی ادائے گی سے غافل رہے اور غیر ضروری کاموں پر ضد کرتے رہے تو آپ نجات کا راستہ نہیں پاسکیں گے۔ آپ کسی بھی عالم سے پوچھ لیجیے۔ جس کے دل میں خدا کا خوف ہوگا۔ وہ یہی جواب دے گا کہ محفل میلاد شریف زیارت قبور، ایصال ثواب کی قسم کے اعمال اگر قاعدہ شرعی کے تحت کیے جائیں تو مستحسن اور پسندیدہ ہیں۔ ان کے نہ کرنے پر کوئی گرفت اور پکڑ نہیں ہے۔ اور قاعدۂ شرعی کے خلاف کرنے پر گناہ ہوگا۔ ہم زیارت قبور، ایصال ثواب (فاتحہ) محفل میلاد کے منکر نہیں ہیں مصلح ہیں۔ یہ جھوٹ ہے جو کہا جارہا ہے کہ ہم نے مزاروں پر جانے سے منع کیا ہے، یہ جھوٹ ہے الزام ہے کہ ہم نے ایصال ثواب (فاتحہ) کو روکا ہے۔ یہ غلط ہے کہ ہم نے آقا و مولیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر اور ان پر درود و سلام اور ان کی تعظیم سے روکا ہے، ہم روکتے نہیں ہیں بلکہ ہم حکم دیتے ہیں کہ شریعت کے تمام حکموں کی پابندی کرو۔ کسی بھی ثواب کے کام کو حقیر مت جانو۔ اسی کے ساتھ ہم یہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے باہر نہ نکلو شریعت

نے جس طریقہ پر زیارت کا حکم دیا ہے اسی طریقہ پر زیارت کرو اور اسی طریقہ پر عمل کرو. شریعت نے ایصال ثواب (فاتحہ) کا حکم دیا دستور بتایا ہے، اسکی پابندی کرو، شریعت نے ذکر پاک سرور کائناتؐ کو مطلق رکھا ہے تم اسے مقید مت کرو، درود وسلام پڑھنے کو عربی میں افضل بتایا ہے تم افضل پر عمل کرو، ہمارے بزرگوں نے مروجہ فاتحہ وغیرہ کو غلط طریقے پر کرنے کو بدعت بتلایا ہے. کتنی کم عقلی ہے کہ سورج نکلتے وقت نماز پڑھنے سے منع کرنیوالے کو آپ نماز سے منع کرنیوالا کہنے لگیں عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کرنیوالے کو آپ روزہ سے منع کرنیوالا کہنے لگیں. غریب پر زکوٰۃ وحج فرض نہ بتانے والے کو آپ زکوٰۃ وحج کی مخالفت کرنیوالا بتائیں مزاروں پر غیر شرعی حرکتوں ناچ، باجے گانے، تماشے اور شرکیہ کاموں سے روکنے والوں کو آپ زیارت سے منع کرنیوالا کہنے لگیں، ایصال ثواب کے نام پر فقیروں کا حق کھانے سے روکنے والوں کو آپ فاتحہ کا دشمن کہنے لگیں. درود وسلام کو اُردو زبان میں کھڑے ہوکر پڑھنے کے ساتھ مقید کرنیوالوں پر نکیر کرنیوالوں کو آپ درود وسلام کا مخالف سمجھنے لگیں مستحبات ونوافل کو فرائض وواجبات کا درجہ دینے پر ٹوکنے والوں کو آپ مستحبات کا دشمن قرار دینے لگیں. یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اس الزام تراشی، افترا پردازی کا جواب میدانِ حشر میں خدا تعالیٰ کے سامنے دینا ہوگا. جہاں کھرا کھوٹا الگ ہوجائے گا. حق تعالیٰ کے سامنے حقائق نکھر کر سامنے آجائیں گے ۔

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

قبروں کی زیارت

اب ہم اختلافی مسائل پر کچھ تفصیلی روشنی ڈالتے جارہے ہیں. ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم لوگوں کے بارے

میں کہا جاتا ہے کہ ہم نے مزاروں کی زیارت سے منع کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شریعت کے مزاج شناس فقہائے کرام نے تحریر کیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں کہ تم زیارت کیا کرو، کیوں کہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

" اللہ کی لعنت ہو قبروں کی زیارت کرنیوالی عورتوں پر، اور قبروں کو سجدہ گاہ قرار دینے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا:۔

" یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ کرنیکی جگہ بنایا۔

پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:۔

" اے اللہ میری قبر (روضۂ منورہ) کو صنم کدہ نہ بنا کہ اسکی پرستش کیجائے"

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اگر میں اللہ کے سوا کسی کیلئے سجدہ کرنیکا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے سجدہ کیا کرے، یہ حدیث تواتر کے درجہ میں ہے، ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ:

(۱) قبروں کی زیارت آخرت کو یاد کرنے کیلئے کرنا اچھا ہے، جو لوگ صاحب مزار سے دعا مانگنے، ان سے حاجت طلب کرنے میلہ لگانے یا میلہ دیکھنے کیلئے قبروں کی

زیارت کرنے جاتے ہیں وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی اجازت کا غلط استعمال کرتے ہیں،

(۲) عورتوں کیلئے زیارت کرنے جانا جائز نہیں ہے۔

(۳) قبروں پر چراغ جلانا، ان پر سجدے کرنا، ان کو پرستش گاہ بنانا، ان پر میلے لگانا، تماشے کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے، علمائے دین اور مفتیان شرع متین نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں فرمایا ہے: شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا: سجدہ اللہ کے علاوہ کرنا تعظیم کیلئے بھی کفر ہے، قہستانی نے کہا اور ظہیریہ میں ہے خدا کے سوا غیر کو سجدہ کرنے سے مطلق کافر ہو جائے گا (تعظیم کی نیت ہو یا عبادت کی) اور زاہدی میں ہے سلام کرنے میں رکوع کے قریب تک جھکنا سجدہ کیطرح ہے۔

(فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۲۴۶)

"یہ جو ہمارے زمانے میں تصوّف کے بعض دعویدار (گانا، باجا) کرتے ہیں حرام ہے وہاں جانا اور بیٹھنا جائز نہیں ہے، اور ان سے اگلوں نے یہ نہیں کیا ہے،" پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں سماع (قوالی مروّجہ) کی اجازت نہیں ہے کیونکہ حضرت جنیدؒ نے اپنے زمانے میں سماع سے توبہ کر لی تھی"

(فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۲۳۴)

ہم بھی عرس مروّجہ اور قوّالی مروّجہ وغیرہ کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو اوپر حدیث وفقہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے:۔

ایصالِ ثواب (فاتحہ)

ایصالِ ثواب (فاتحہ) کے بارے میں ہم وہی کہتے ہیں جو علامہ ابنِ عابدین شامیؒ نے بیان فرمایا ہے: "اصل یہ ہیکہ جو شخص بھی کوئی نفل عبادت کرے اسکا ثواب دوسرے کو پہنچایا جاسکتا ہے: اس عبادت کے کرتے وقت چاہے نیت یہی ہو کہ اپنے لئے کر رہا ہوں

عبادت چاہے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا تلاوت یا ذکر یا طواف یا حج یا عمرہ یا اس کے علاوہ" (شامی م ۲۳۶)

علامہ شامیؒ کا یہ فتویٰ اس بنیاد پر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں، ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کیا یہ ان تک پہنچ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ان کو پہنچ جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں: جیسے ہم میں کسی کے پاس ہدیہ کا طبق آئے تو وہ خوش ہوتا ہے (ابوداؤد شریف)

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ثواب پہنچانے کیلئے صدقہ کا کھانا کسی فقیر کو دینا چاہیئے:

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ ترجمہ:- اگر تم صدقات کو ظاہر کرکے دو یہ بھی اچھا ہے اور اگر چھپا کر دو اور صدقے فقیروں کو دو تو وہ بھی تمہارے لئے اچھا ہے":

اس آیت کریمہ میں ہر قسم کا صدقہ فقیروں کو دیئے جانے کا حکم ہے۔ جو لوگ فاتحہ کا کھانا تبرک سمجھ کر خود کھا جاتے ہیں وہ حلوائی کی دکان اور دادا کی فاتحہ والا معاملہ کرتے ہیں۔ ہم نے قرآنی آیات پیش کر دی۔ ہم نے حدیث وفقہ کا فیصلہ سنا دیا۔ آپ کو اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ آپ یہ بھی سمجھ لیں فاتحہ کے نام پر جو دعوتیں غمی کے موقعوں پر کیجاتی ہیں۔ سویم، چہلم وغیرہ جن میں رشتہ داروں اور دوسروں کو دعوت دیجاتی ہے۔ یہ بھی شریعت کے فیصلہ کے خلاف ہے۔ دعوت خوشی کے موقعوں پر سنت ہے۔ فتاویٰ شامی، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں صاف لکھا ہے کہ میت کے گھر والوں کی طرف سے دعوت کا انتظام منع ہے، غضب یہ کیا جاتا ہے کہ تلاوت کلام پاک کرنے والے معاوضہ میں دعوت کھا کر کلام پاک کا ثواب ختم

کر دیتے ہیں خرچ اور محنت کرتے ہیں۔ مردہ کو ثواب کچھ بھی نہیں پہنچتا۔ کسی بھی صحابی کسی بھی تابعی کسی بھی امام سے غمی کے موقعہ پر دعوت ثابت نہیں ہے۔ اسی لئے ہم فاتحہ کے نام پر غلط رائج طریقوں کو منع کرتے ہیں، منع کرتے رہیں گے، یہی شریعت کا حکم ہے یہی صحابہ کرام اور ائمہ دین وفقہاء عظام کا فیصلہ ہے۔

میلاد و قیام

بزرگو اور دوستو یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم میلاد و قیام کے مخالف ہیں۔ ہم آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم نفس میلاد اور نفس قیام کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم میلاد کے غلط طریقہ اور قیام وسلام کے ناجائز طریقہ کے مخالف ہیں۔ مکاتیب رشیدیہ ص۹۷ پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے فرمایا ہے:

ذکر اشغال وسیر اور ولادت فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین سعادت۔ اور ذکر خیر موجب برکات ہے اور جہاں ذکر خیر آپ کا ہوئے گا۔ نزول ملائکہ اور رحمت کا ہوئے گا۔ اسمیں کسی کو کلام نہیں"

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنے وعظ ذکر رسول ص۲۱ پر فرماتے ہیں۔ اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے روکنا تو اس کو کہتے ہیں کہ نہ تو کلمہ پڑھنے دے، نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے دے، ایسے شخص کو بیشک منکر کہیں گے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر واجب ہے مگر تعجب ہے کہ اس کو منکر کہا جاتا ہے"

ہم نے حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی کا ذکر نقل کیا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حضرات ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب اور لازم قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی زندگی کا مقصد اور نصب العین سمجھتے ہیں۔ ان حضرات کی

فضائل درود و سلام اور سیر پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، ان حضرات کی زندگیوں کا اوڑھنا اور بچھونا قال اللہ اور قال الرسول (ذکر خدا و رسول) رہا ہے یہی ہر مسلمان کا طریقہ ہونا چاہیئے۔ اب ہم وضاحت کرتے ہیں کہ میلاد کا وہ طریقہ نیا ہے جسے ۶۰۴ھ میں سلطان ابو سعید الشیعی نے رواج دیا۔ اور جس کو ایک غیر مقلد عالم نے ایجاد کیا ہے۔ اور قیام اسکے بہت بعد بکی مرحوم مجذوب نے ایجاد کیا ہے۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ "یجوز لسکاری مالا یجوز لصحاوی" مستوں کو وہ جائز ہے جو ہوشمندوں کو جائز نہیں ہے، میلاد و سلام اور قیام کا یہ نیا طریقہ جو صحابہ کرامؓ کے بعد تابعینؒ وتبع تابعینؒ کے بعد چاروں اماموںؒ کے بعد نکالا گیا ہے یہ طریقہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے اختیار کیا جاتا پھر بھی مختلف فیہ رہتا۔ اس لئے کہ خیر القرون کے بعد نکالے ہوئے طریقہ کو سنت نہیں کہا جاتا ہے اسے مباح ہی ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے مگر اب حال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین خیر و برکت والے زمانہ کے بعد نکالے گئے نئے قسم کے میلاد و سلام اور قیام کو دین کا اتنا بڑا رکن سمجھا جانے لگا ہے کہ نہ کرنیوالے کو دشمن رسالت، بے ادب گستاخ بلکہ کافر تک کہا جاتا ہے۔ یہ بھی نہیں سوچا جاتا کہ اس قسم کا میلاد و قیام سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے نہیں کیا۔ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے نہیں کیا۔ سیدنا عثمان غنی ذی النورینؓ نے نہیں کیا۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ شیر خدا نے نہیں کیا۔ حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ نے نہیں کیا۔ دوسرے کسی صحابیؓ نے نہیں کیا۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے نہیں کیا۔ دوسرے کسی فقیہ اور حدیثوں کے اماموںؒ نے نہیں کیا۔ بڑے پیرؒ نے نہیں کیا۔ تصوف کے سلسلوں کے کسی بانی نے نہیں کیا۔ اگر کوئی ثابت کر دے کہ انھوں نے

لہ دیکھیے تاریخ میلاد مصنفہ مولوی عبدالشکور مرزاپوری مرحوم۔

آج کل چلنے والا قیام ومیلاد کیا ہے تو سب سے پہلے کرنے والے ہم ہوں گے۔ اور جب ان سے ثابت نہیں ہے تو ہم بھی نہیں کریں گے۔ جو فتویٰ ان حضرات پر لگے گا اسکے لئے ہم بھی تیار ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں: اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان کی اتباع کی توفیق بخشے۔ اور ان کے ساتھ ہم سب کا حشر فرمائے۔ کتنا بڑا غضب ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود قیام تعظیمی سے منع فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہیکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی نظروں میں آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ پھر بھی وہ آپؐ کے تشریف لانے پر کھڑے نہ ہوتے تھے۔ اس لئے کہ اسمیں حضرتؐ کی ناخوشی تھی۔ سرکارؐ نے فرمایا ہے "جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ لوگ اسکے آگے تصویر کیطرح کھڑے رہیں۔ تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے" اب حال یہ ہے کہ میلاد کی مجلسوں میں یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ اور لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں حقیقت میں اگر غور کیجئے یہ پیارے پیغمبرؐ سے بڑی ضد ہوئی کہ آپؐ تعظیم کیلئے کھڑے ہونے کو پسند نہ فرمائیں۔ اور ہندوستان کے میلاد خواں لوگ آپ کو ہر جگہ، ہر محلہ میں جب چاہیں بلوالیں۔ ایک ہی وقت میں نہ جانے کتنی جگہوں پر میلاد ہوتا ہے اور سب جگہ حضور پاکؐ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہ سخت گستاخی اور بے ادبی ہے کہ ہم ایک معمولی رئیس کو ہر بار بے تکلف اپنے گھر نہیں بلا سکتے۔ یہیں دو باتوں کو خیال رہتا ہے۔ ایک تو ادب دوسرے نادراضگی کا ڈر۔ مگر افسوس ہیکہ شہنشاہِ دین ودنیا رحمۃ للعالمینؐ کا ذرا بھی ادب نہ کریں۔ اور غلط سلط روایتیں پڑھوا کر جب چاہیں آپ کی تشریف آوری کے خیال سے کھڑے ہو جائیں۔ اس خیال وعقیدہ سے کھڑا ہونا بے شک بے ادبی اور دین میں زیادتی ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ فرشتے مقرر ہیں۔ جو درود وسلام لیکر دربار پاک میں پیش فرماتے ہیں۔ خود سرکارؐ

تشریف نہیں لاتے ہیں۔ اب آپ ہی سوچیں حضورؐ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کون کر رہا ہے، یہ مروّجہ غلط خیال کے ساتھ قیام کرنیوالے، یا حضورؐ کے سکھائے ہوئے درود کو بیٹھ کر ادب کے ساتھ جسطرح نماز میں بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے، پڑھنے والے؟

پھر قیام و میلاد کا مسئلہ اسلام کا کوئی بنیادی مسئلہ نہیں ہے جسپر کفر و اسلام کا حکم لگایا جائے، جو لوگ رواج کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ کان کھول کر سن لیں۔ عوامی رواج بلا شرعی دلیل کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ فتاویٰ شامی اور دوسری کتابوں میں اسکی صاف وضاحت موجود ہے۔

بشریت ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنا بھی آپ کی توہین ہے۔ جو لوگ یہ بات کہتے ہیں وہی میلادوں میں آپ کی ولادت مبارکہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپکے والد بزرگوار خواجہ عبداللہ تھے۔ آپؐ کی والدہ مطہرہ بی بی آمنہ تھیں۔ آپ بنو ہاشم میں سے تھے۔ آپؐ مکہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے ہم پوچھتے ہیں جب حضورؐ بشر نہیں تھے کوئی دوسری مخلوق تھے۔ پھر یہ خاندان اور نسب نامہ کس کا بیان کیا جاتا ہے؟ کیا انسانوں کے گھروں میں انسان کے سوا بھی کسی کی ولادت ہوتی ہے عجیب قسم کی کم علمی اور جہالت ہے کہ بشر و انسان ہونکی حیثیت کو بیان کرنا میلادوں میں خود بھی ضروری سمجھتے ہیں اور محض ذکر ولادت کو لازم سمجھنے والے ہمکو مطعون کرتے ہیں۔ ؎

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں ٭ جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنے میں کوئی توہین نہیں ہے۔ قرآن پاک میں حضورؐ کو بشر کہا گیا ہے حدیث پاک میں رجل

...ی آدمی کہا گیا ہے. حضورؐ کو بشر نہ ماننا ایک قسم کی توہین ہے انسان کا رتبہ تمام مخلوق میں سب سے بلند ہے. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان نہ سمجھنا آپؐ کے مرتبے کو گھٹانا ہے. ہاں یہ ضروری ہے کہ درجات و مراتب کے اعتبار سے حضورؐ کو تمام مخلوق سے افضل اور اعلیٰ، بہتر و برتر یقین کرے. ہمارا یقین و ایمان ہے کہ نبیؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ علم و فضل والے ہیں. آپؐ کے مقام و مرتبہ تک کسی کو بھی رسائی نہیں ہوئی ہے. نہ ہو سکتی ہے کمال یہی ہے کہ بشر ہوتے ہوئے آپؐ آفتاب ہدایت ہیں، نورِ اسلام ہیں. آپؐ کی جلوہ فشانیاں آپؐ کی تابانیاں اور آپؐ کے نور کی عرفانی شعاعوں نے ظلمت کدہ عالم کو تابندگی اور درخشانی سے جگمگا دیا. آپؐ کے نورِ ہدایت سے تاریکی میں پڑے ہوئے ذرّے آفتاب و ماہتاب بن گئے. جو شخص آپؐ کو بشر نہیں مانتا وہ بھی گمراہ ہے. اور جو آپؐ کے نورِ ہدایت ہونے پر ایمان نہ لائے وہ بھی گمراہ ہے اور کتاب و سنت کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ صرف بشر ہی نہیں بلکہ سید البشر ہیں صرف نور ہی نہیں بلکہ سرچشمۂ انوار ہیں ؎

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

بہارِ شریعت جو بریلوی جماعت کی مستند ترین فقہی کتاب ہے اسمیں بھی تمام انبیاء کو بشر لکھا ہے ؏

مدعی لاکھ یہ بھاری ہے گواہی تیری

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے آپ یہی جواب دیں گے کہ ہم تمام پیغمبروں کو مانتے ہیں. سبھی نبیوں پر ایمان لانا فرض ہے. مگر عیسائی یہ کہتے ہیں کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کو نہیں مانتے. کیوں کہ آپ

عیسائیوں کیطرح عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔

عیسائیوں کے بناوٹی عقیدہ کو نہ ماننا ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ ماننا ہے۔ اسی طرح اہلِ بدعت کے بناوٹی عقیدوں کے نہ ماننے سے کوئی منکر رسالت نہیں ہوسکتا ہے۔ حقیقت میں وہ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ہیں۔ جو لوگ آپ کو مختارِ کل اور مالکِ جنّت کہتے ہیں۔

لکھتے ہیں کہ ؎ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
کیوں کہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

یہ صرف شعر نہیں ہے۔ بریلوی جماعت کے پیشوائے اعظم کا ارشاد ہے۔ جس میں عجیب بات کہی گئی ہے کہ حضورؐ چونکہ خدا تعالیٰ کے محبوب ہیں اسلئے پوری خدائی کے مالک کہلانے کے مستحق ہیں۔ اسلئے کہ محبوب و محب میں میرا تیرا نہیں ہوتا۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو مالک کل کہکر تعظیم کی گئی ہے یا رتبہ کو بڑھا دیا گیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ کے رتبہ کو گھٹا دیا گیا ہے آپؐ کی شفاعت کا انکار کیا گیا ہے آپ ہی غور کریں کہ کیا دوست کے مکان کو اپنا مکان، دوست کے گھر بار کو اپنا گھر بار کہا جائے گا۔ پھر انسانی دوستی پر خداوندی قرب کو قیاس کرنا کتنی بڑی بیباکی ہے۔

خالق بہرحال خالق ہے اور بندہ بہرحال بندہ ہے یہ اللہ پاک کا کرم ہے نوازش ہے کہ اس نے مقامِ محمود بخشا مقامِ محبوبیت پر سرفراز کیا سب سے بلند مرتبہ عطا کیا۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اپنے نظام کا منتظم و مدبّر بنا کر خدائی اختیارات سپرد کر دیئے ہیں۔ شفاعت کا انکار ہے۔ عبدیت کا انکار ہے۔ رسالت کا انکار ہے۔ جب وہ خود مالک ہیں پھر عبد کہاں رہے جب وہ خود مختار کل ہیں پھر شفاعت کا سوال ہی کیا باقی رہا۔ جب وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں، وہ مالکِ کائنات ہیں پھر

رسالت و بعثت کی کیا حاجت باقی رہی، وحی ربانی کا انتظار کیسا، غرضیکہ عبدیت کاملہ و مالکیت کاملہ کا اجتماع نہیں ہوسکتا ہے۔ جس کے قائل اہل بدعت معلوم ہوتے ہیں۔

علم غیب ہمارے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں مانتے ہیں، ہم اس مسئلے کو بھی وضاحت سے بیان کرنا چاہتے ہیں آپ یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم کو یقین ہے ہمارا ایمان ہے کہ تمام ہی پیغمبر غیبی خبریں دیتے ہیں اور سب سے زیادہ غیبی خبریں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں۔ آپ کو غیبی خبروں پر سب سے زیادہ اطلاع بخشی گئی۔ اسکے ساتھ ہمارا ایمان ہے کہ عالم الغیب اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ تعالےٰ کی شان ہے کہ اسے ذرّے ذرّے کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کو ذرّہ ذرّہ کا علم نہیں ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ اس کا علم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کا علم کسی کا عطیہ نہیں ہے اسکا علم کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ کے سوا کسی مخلوق کا علم یہ شان نہیں رکھتا بلکہ اعلم المخلوقات سیدالاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم سب کے رہنما، سب سے زیادہ علم رکھنے والے علیہ الف الف تحیہ والسلام کا علم بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، ازلی و ابدی نہیں ہے، اختیاری و ذاتی نہیں ہے اور تمام کائنات کو محیط بھی نہیں ہے، شریعت کی اصطلاح میں علم غیب وہی ہے جو اختیاری ہو بلاواسطہ ہو، محیط کائنات ہو، جو صرف اللہ تعالےٰ کی صفت ہے غیبی امور پر مطلع ہونا خدا تعالیٰ کے بتلائے ہوئے غیبی حقائق کا منکشف ہونا خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی کشف نبوت کی قوت سے اور کشف ولایت کی قوت سے کسی غیبی حقیقت کو سمجھ لینا شریعت کی اصطلاح میں علم غیب نہیں ہے۔ لغت میں

البتہ اسے علم غیب کہہ سکتے ہیں، اگر آپ ہماری یہ علمی بحث کچھ بھی سمجھ چکے ہیں، تو آپ پر واضح ہو چکا ہوگا کہ ہمارا اختلاف شرعی اصطلاح کے استعمال میں ہے، لغوی مفہوم سے الزام دینا کج بحثی ہے، دوسرے ہمارا اختلاف یہ ہے کہ ذرّہ ذرّہ کا تفصیلی علم کسی دلیل سے کسی مخلوق کے لئے ثابت نہیں ہے، اللہ تعالےٰ کو جتنا علم جس مخلوق کو دینا منظور تھا اللہ تعالےٰ نے عطا فرما دیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ اجمالی عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ جتنا علم اللہ تعالےٰ نے آپؐ کی شان رسالت وعظمتِ نبوت کے لئے ضروری سمجھا عنایت فرما دیا۔ ہم کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہم اہل بدعت کی طرح آپ کے علم کی حدیں مقرر کرتے پھریں، اب ہم پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسرے کے عالم الغیب ہونے کے عقیدے سے بھی درجۂ نبوت بڑھایا نہیں گیا ہے، بلکہ گھٹایا گیا ہے، جب حضورؐ کو سب کچھ معلوم تھا پھر جبرئیل امین کس مقصد کے لئے تشریف لاتے تھے، وحی ربانی کا آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا جاتا تھا اطلاع دی جاتی تھی، پہلے سے معلوم ہوتا تو وحی آنے کی کیا ضرورت تھی؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

علم غیبے کس نمی داند بجز پروردگار | گر کسے گوید می دانم از دبا ور مدار
مصطفےٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل | جبرئیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

یعنی علم غیب پروردگار کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے اگر کوئی علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے تو اس پر یقین مت کرو۔ خود مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے بیان نہیں فرماتے تھے جب تک کہ جبرئیل امین حکم نہ لے آتے تھے، اور یہ امین بھی خدائے کردگار کے فرمان کے بغیر کچھ نہ کہتے تھے۔

بھائیو! علم غیب ہونے اور غیبی خبروں کی اطلاع پانے میں بہت بڑا فرق ہے قرآن وحدیث کا فیصلہ یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالےٰ کو ہے، کوئی مخلوق عالم الغیب

نہیں ہے، کائنات کے ذرہ ذرہ کا محیط تفصیلی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، کسی دوسرے کو نہیں ہے۔ اختیاری بلاواسطہ، ازلی ابدی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، کسی دوسرے کے علم کی یہ شان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے جس کو جتنا علم دینا چاہا عطا فرمادیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ علم پیغمبروں کو عطا فرمایا، اور حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ بلند درجہ دیا اور علم بھی سب سے زیادہ دیا، غیبی حقائق بھی سب سے زیادہ ان پر منکشف فرمائے۔ رسالت و نبوت کے منصب کے مناسب جتنے علوم تھے عطا کئے، ہم نے جو عقیدے آپ کے سامنے بیان کئے ہیں بے شمار دلیلوں سے ثابت ہیں، ہم نمونے کے طور پر صرف چند دلیلوں کو ذکر کریں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (سورۂ انعام)

اور اللہ ہی کے پاس تمام غیب کی کنجیاں ہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ (سورۂ نمل)

اے پیغمبر آپ کہدیجئے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوا اللہ کے۔

سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان فرمانے کا حکم دیا:

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ

اگر میں غیب داں ہوتا تو بکثرت بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

ان تمام آیتوں میں کتنے کھلے اور صاف لفظوں میں اعلان کر دیا گیا کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، علم غیب کی کنجیاں صرف اسی کے پاس ہیں آسمان و زمین میں

کسی کو اس نے علم غیب نہیں دیا حتیٰ کہ خاتم النبیینؐ کو بھی عالم الغیب نہیں بنایا ہاں قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اے پیغمبر تم کو جو علم حاصل نہیں تھا وہ علم سکھایا،، اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام علوم اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں، ان کے اپنے نہیں ہیں اور یہ تعلیم بھی دی گئی کہ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہو کہ اے میرے رب مجھ میں علم کو زیادہ کر دے" آپ ہی سوچئے اگر سب کچھ حضورؐ کو دیدیا گیا تھا (جیسا کہ کچھ کم علم کہتے ہیں) تو علم کو زیادہ ہونے کی دعا کرنے کا حکم کس مقصد سے دیا گیا، قرآن مجید میں قیامت کا ذکر کر کے بار بار فرمایا گیا کہ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا آخری علم ہے۔ اس نے قیامت کی علامتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی ہیں جو آپ نے امت کے سامنے بیان فرمائیں، قیامت کا وقت نہیں بتلایا، بخاری و مسلم کی بہت مشہور حدیث ہے جس میں بیان ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے انسان کی صورت میں، دین سکھانے کے لئے چند ضروری باتیں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کی تھیں، اس موقع پر یہ سوال بھی کیا تھا کہ قیامت کب آئیگی؟ جس کا جواب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا تھا: ما المسئول عنہا اعلم من السائل جن سے پوچھا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتے۔ یعنی پیغمبرؐ اور جبرئیلؑ دونوں قیامت آنے کے وقت کو نہیں جانتے، پھر حضرت جبرئیلؑ نے قیامت کی علامتوں کو دریافت فرمایا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی تھیں۔

ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ پڑھ

فرمایا ہم نے چاہا کہ اپنے بھائیوں کو دیکھتے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا ہم لوگ بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: تم لوگ میرے اصحاب ہو، میرے بھائی وہ ہیں جو میری امت میں میرے بعد ہوں گے، حضرات صحابہ کرامؓ نے پوچھا، بعد والوں کو آپ کیسے پہچانیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: میری امت کے لوگوں کے وضو والے اعضا میدان حشر میں چمکیں گے جس سے میں اپنی امت والوں کو پہچان لوں گا، اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چیزوں کا علم نہیں دیا گیا ہے، آپ عالم الغیب نہیں ہیں ورنہ وہ یہ سوال ہی نہ کرتے کہ آپ کیسے پہچانیں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہونے کے مدعی نہ تھے ورنہ جواب عنایت فرما دیتے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امت کے لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شفقت میں بھائی فرمایا ہے، بھائی کا لفظ استعمال کرنے میں کوئی توہین نہیں ہے انسانی و دینی اعتبار سے بھائی ہونے اور درجات و مقامات کے اعتبار سے زمین و آسمان میں جتنا فرق ہے اس سے زیادہ فرق ہونے میں کوئی تضاد، کوئی منافات اور ٹکراؤ تو نہیں ہے سمجھنے کے لئے تعصب سے خالی عقلِ سلیم کی ضرورت ہے ہم نے صرف دو روایتوں کا ذکر کیا ہے، حدیث کے ذخیرہ میں بے شمار روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ذرہ ذرہ کی تمام چیزوں کا علم حضورؐ کو باوجود اعلم المخلوقات ہونے کے نہیں دیا گیا، جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اور بتایا حضورؐ نے مکہ معظمہ میں موجود ہوتے ہوئے مسجد اقصیٰ کے پورے حالات بیان کر دیئے، جنت دوزخ کی کیفیتوں سے اطلاع بخشی کہ عالم برزخ اور عالم آخرت کی تفصیلات ذکر فرمادیں اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا اور نہیں بتایا آپ کو پتہ نہیں چلا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی

تھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو نہیں دیکھا تو دریافت کیا بتایا گیا کہ اس عورت کا انتقال ہو گیا ہے، حضور صلی اللہ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی، اس کے بعد فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ اس کی قبر کہاں ہے؟ قبر بتلائی گئی آپ نے اس پر جا کر نماز پڑھی، اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور کو انتقال کی خبر نہیں دی گئی تو پتہ نہیں چلا، قبر کو جب تک دریافت نہ کیا خود بخود پتہ نہ چلا۔

اس قسم کے بہت سے واقعات سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ کو جب تک اللہ تعالیٰ کیطرف سے بتلایا نہیں جاتا تھا آپ کو معلوم نہیں ہوتا تھا، آپکے بارے میں عالم ماکان و مایکون کا عقیدہ رکھنا صحیح نہیں ہے جب حضورؐ سید الاولین و الآخرین ہوتے ہوئے شرعی اصطلاح میں غیب داں نہیں ہیں، تو دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیا رحمہم اللہ بدرجہ اولیٰ غیب داں نہیں ہیں قرآن مجید میں بیان ہے کہ فرشتے قوم لوط کو تباہ کرنے والے جب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دولتکدہ پہ پہنچے تو حضرت ابراہیمؑ فرشتوں کو پہچان نہ سکے مہمان سمجھ کر گوشت لے آئے جب فرشتوں نے بتایا تو معلوم ہوا، حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ تھے مگر عالم الغیب نہ تھے، حضرت آدم علیہ السلام اگر عالم الغیب ہوتے تو ممنوعہ درخت کا پھل ہرگز استعمال نہ فرماتے، حضرت نوح علیہ السلام اگر عالم الغیب ہوتے تو لڑکے کی ہدایت و نجات کا سوال پیش نہ فرماتے، حضرت موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب ہوتے تو سامری کے بچھڑے کو بنا کر پرستش کرانے کا علم پہلے سے ہوتا، کہاں تک حوالے دیئے جائیں، قرآن و حدیث میں جس عقیدہ کی تردید جگہ جگہ موجود ہے، افسوس ہے بعض لوگ اس زمانے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں، آپ لوگوں کے سامنے میں نے کچھ تفصیل حقیقت سمجھانے کے لئے بیان کر دی آپ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ فراست ایمان کے ذریعہ حقیقتوں کا کشف بھی بزرگوں کو ہوتا ہے اور پیغمبروں کو کشف نبوت ہوتا ہے

ن سے بہت سی غیبی باتیں انھیں معلوم ہو جاتی ہیں، یہ پیغمبروں کا کشف نبوت اور بزرگوں کا کشف ولایت اور عام مسلمانوں کا کشف ایمانی اللہ تعالیٰ کی مرضی واختیار کے تابع ہے بطور معجزہ اور بطور کرامت بندوں کو حاصل ہوتا ہے اور تمام اہل سنت وجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پیغمبروں کے معجزے اور بزرگوں کی کرامتیں اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لئے مخصوص بندوں کے ہاتھوں سے ظاہر کرواتا ہے، معجزہ اور کرامات کی بنیاد پر بندوں میں خدائی صفات کا ماننا گمراہی ہے، مخلوق پھر مخلوق ہی ہے، خدا کے سامنے سب عاجز اور نیازمند ہیں، شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب سمجھایا ہے وہ ذکر کرتے ہیں۔

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی — چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی

ایک شخص نے اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کے گم کرنے والے حضرت یعقوبؑ سے پوچھا کہ اے روشن طبعیت اور عقلمند شیخ آپ نے حضرت یوسفؑ کے کرتے کی خوشبو مصر سے محسوس کرلی۔ جب مصر سے قافلہ کرتا لیکر چلا کنعان میں بیٹھے ہوئے بتادیا کہ یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو آرہی ہے، لیکن جب کنعان کے کنوئیں میں حضرت یوسف علیہ السلام ڈالے گئے تو آپ کو کیوں نظر نہ آیا۔

بگفتہ حال من برق جہاں است — دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم — گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

جواب دیا کہ میری حالت دنیا کی بجلی جیسی ہے ایک وقت ظاہر ہے اور دوسرے وقت چھپی ہوئی ہے کبھی انتہائی بلند مقام پر صدر نشینی کرتا ہوں کبھی اپنے پیر کی پشت نظر نہیں آتی ہے، مطلب یہی تھا اللہ تعالیٰ جب خصوصی نور ظاہر فرماتا ہے حقائق غیبی سامنے آجاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ نہیں چاہتا ہے تو یہی ظاہری چیزیں بھی نظر نہیں آتی ہیں یہی اسلامی عقیدہ ہے آپ اسی پر قائم رہیں اور اسی میں بھلائی

کائنات میں تصرف کا حق

اسی جگہ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ دنیا کا مالک، خالق، پروردگار مدبر، منتظم، مختار اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنے خدائی اختیارات کا کوئی حصہ کسی کے سپرد نہیں فرمایا ہے، سب بندے اس کے در کے گدا اور نیاز مند ہیں۔ معجزہ کے طور پر پیغمبروں سے اور کرامت کے طور پر بزرگوں سے جو خلاف عادت تصرفات صادر ہوتے ہیں، انہیں دیکھ کر کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہونا چاہیئے، عیسائی یہ غلطی کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب مردے زندہ کرتے دیکھا، سمجھ بیٹھے کہ یہ خود خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں یہ سمجھ کر گمراہ ہو گئے، یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزہ کو دیکھ کر انہیں خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔ ہمارے آقا مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پیغمبروںؑ سے زیادہ معجزات دیئے گئے ہیں، جنہیں دیکھ کر حضورؐ کے بندۂ خداوندی ہونے سے انکار کرنا گمراہی ہے آپؐ خدا کے بندے اور اس کے آخری رسولؐ ہیں، رحمۃ للعلمین ہیں، شفیع المذنبین ہیں صاحب شفاعت کبریٰ اعلم المخلوقات ور شرفیاب مقام محمود ہیں، خدا نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اعلان فرمانے کا حکم دیا:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

آپ کہدیں کہ میں اپنے نفس کے نفع و ضرر کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے وہی ہوگا۔

حکم دیا گیا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ط

اے پیغمبر آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اور لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے صراط مستقیم کی طرف۔

یہ آیت خواجہ ابوطالب کے ایمان نہ لانے سے حضورؐ کو جو غم تھا اسے دور کرنے کے لئے نازل ہوئی تھی، حضورؐ نے کوشش فرمائی اور چاہا کہ ابوطالب ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا، ایمان نصیب نہیں ہوا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط

اے پیغمبر آپ ان منافقوں کے لئے بخشش کی دعا کریں یا ان کے لئے بخشش کی دعا نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی بخشش کی دعا کریں گے اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔

کتنا کھلا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے پیغمبر کی دعائے بخشش بھی منافقوں کے لئے قبول نہ فرمائے گا کیونکہ وہ مالکِ حقیقی ہے اسے قبول نہ کرنے کا اختیار ہے وہ مجبور نہیں ہے، حکم دیا گیا:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

اور ہرگز مت کسی چیز کے لئے کہا کرو کہ اسے میں کل ضرور کروں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

ان صاف صاف خداوندی ارشادات کے بعد بھی کیا آپ نہ سمجھیں گے کہ خدا تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے بندے ہیں اس کے خدائی فیصلوں اور حکموں کے پابند ہیں، پھر سوچئے آپ کے سوا کسی دوسرے پیغمبرؑ اور بزرگ میں خدائی صفات و اختیارات کیسے پائی جا سکتی ہیں جبکہ سب سے افضل و مقرب ہوتے ہوئے بھی آپ کارخانہ الٰہی کا کسی قسم کا لینا دینا اپنے اختیار سے نہیں کر سکتے سلطان العارفین قاضی حمید الدین ناگوریؒ جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

"بعض لوگ ایسے ہیں جو پیغمبروںؑ اور ولیوںؒ کو حاجت اور مصیبتوں کے

وقت پکارتے ہیں، یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ ان کی روحیں حاضر ہو جاتی ہیں اور ان کی ندا کو سنتے ہیں اور ان کی حاجتوں کو جانتے ہیں یہ قبیح شرک اور کھلی جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جو لوگ اللہ کے غیر کو پکارتے ہیں ان سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا۔

خواجہ فریدالدین عطارؒ پندنامہ میں فرماتے ہیں: ؎

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ∴ زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر ∴ کیست در دنیا از و گمراہ تر

یعنی مصیبت میں کسی شخص سے امداد مت چاہ اس لئے کہ خدا کے علاوہ کوئی فریادرس نہیں ہے اے لڑکے جس نے خدا کے علاوہ کسی کو پکارا اس سے زیادہ گمراہ دنیا میں کون ہے۔

غرضیکہ علم غیب اور تصرف حقیقی شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے یہی شریعت کا فیصلہ ہے یہی صراط مستقیم ہے اسی کو اختیار کئے رہیئے، ماننے اور معبود بنانے کے فرق کو ہمیشہ سامنے رکھئے گا۔

وہابی نجدی

بزرگو اور بھائیو! جب ہم شریعت کے فیصلے سناتے ہیں اور توحید کی دعوت دیتے ہیں، رسالت کا پیغام سناتے ہیں، شرک و کفر اور معصیت و بدعت سے روکتے ہیں تو کچھ لوگ ہم کو وہابی کہتے ہیں، نجدی کہتے ہیں، نجد کے شیخ محمد ابن عبدالوہاب کی طرف علمائے دیوبند کو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو منسوب کرنا واقعہ کے خلاف ہے، انگریزوں نے ہر اپنے مخالف عالم کو اور اس کے پیروکاروں کو وہابی کہنے کا رواج ڈالا تھا۔ آج جو لوگ بات بات پر وہابی کہنے لگتے ہیں وہ انگریزوں کی پیروی کرتے ہیں کتنی بڑی جہالت ہے کہ نجد میں ابن عبدالوہاب کے نام لیوا بھی وہابی کہلانے کے بجائے محمدی کہلانے کے مستحق ہیں۔

اور یہاں حال یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو وہابی کہا جارہا ہے کوئی ہمیں وہابی کہے ہم سمجھ لیں گے وہاب اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ہے ہمیں وہابی کہنے والا اللہ والا کہہ رہا ہے ہمیں الجھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے. مگر یہاں وہابی کے ساتھ نجدی کہکر ایک حدیث بیان کر کے اس کا مطلب غلط سمجھایا جارہا ہے، ہم اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں، بخاری شریف میں روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام اور ملک یمن کے لئے دعا فرمائی اور نجد کے لئے دعا کی درخواست پر فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا، یہ صحیح روایت ہے اس کو پیش کر کے کچھ لوگ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ شیخ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے فتنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اس روایت میں جس نجد کا ذکر ہے اس سے عراق کا نجد مراد ہے نجد اونچی زمین کو کہتے ہیں، ایک حجاز کا نجد ہے جو مدینہ منورہ سے اتر کی جانب ہے جہاں شیخ محمد ابن عبد الوہاب پیدا ہوئے، اور دوسرے عراق کا نجد ہے جو پورب میں ہے جہاں کربلا کا میدان واقع ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورب کی طرف چہرۂ انور کر کے نجد کے بارے میں دعائے برکت سے انکار فرمایا، خود امام بخاریؒ نے مشرق کی جانب سے شیطان کا سینگ نکلنے کا باب اس روایت پر قائم فرمایا ہے، اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ عراق والا نجد روایت میں مراد ہے تاریخی واقعات گواہ ہیں کہ سب سے زیادہ فتنے عراق کی سرزمین سے اٹھے، شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا حادثہ فاجعہ ہو یا مختار ثقفی کی سفاکی، یا حجاج کی خونریزی یا ابن سبا کا فتنۂ تلبیسی سب کا مرکز نجد عراق رہا ہے، وہی روایت سے مراد ہے اور اگر نجد حجاز مراد لے بھی لیا جائے تو ہم پوچھتے ہیں کہ کسی فتنوں والی سرزمین میں کیا کوئی اچھا شخص یا کوئی اچھی تحریک پیدا ہو ہی نہیں سکتی. بخاری شریف ہی کی روایت ہے اسے کیوں نہیں پیش کیا جاتا، کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا میں قبیلۂ بنو تمیم سے برابر محبت رکھتا ہوں، جب سے میں نے تین باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی

ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بنو تمیم دجال کے مقابلے میں سب سے زیادہ سخت ہوں گے، اور ایک لونڈی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تھی (جو بنو تمیم میں سے تھی) آپؐ نے فرمایا اسے آزاد کر دو یہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہے اور بنو تمیم کے صدقات آئے تو آپؐ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔۔۔۔۔۔۔ بنو تمیم نجد میں آباد تھے، ان سے حضرت ابو ہریرہؓ کو ان کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی برتاؤ کی وجہ سے اور ان کی تعریف زبان رسالتؐ سے سننے کے سبب ہمیشہ محبت رہی، آپ لوگوں کو ہم بتاتے ہیں کہ شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی بھی بنو تمیم میں سے ہیں، اب آپ ہی فیصلہ کیجئے نجد کی مذمت والی روایت سے اگر حجاز کا نجد مراد لیا جائے پھر بھی بنو تمیم کی تعریف والی روایت کی روشنی میں شیخ محمد ابن عبدالوہاب کو نجدی ہونے کی وجہ سے بے دین سمجھنا کتنی بڑی ناانصافی ہے، ہم تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہیں کہ نجد کے مشہور وہابی اس دور کے دجالی فتنہ قبر پرستی کے مقابلے میں سب سے زیادہ سخت ہیں، روایت کا مصداق ہیں اسی کا انعام انہیں حاصل ہوا ہے کہ آج وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متولی ہیں خادم ہیں، مسجد نبوی اور مسجد حرام کی خدمات جلیلہ پر انہیں فائز کیا گیا، ہمارا ان سے بعض مسائل میں اختلاف ہے، وہ حنبلی ہیں ہم حنفی ہیں، وہ متشدد ہیں ہم اعتدال پسند ہیں، لیکن شرک و بدعت کی مخالفت میں ہم ان کے ہم نوا ہیں توحید و رسالت کے پیش کرنے میں ہمارا ان کا نصب العین ایک ہے، ہم ان کو کافر نہیں کہتے وہ ہمیں کافر نہیں کہتے، مسائل کے اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر کہنا ہمارا طریقہ نہیں ہے، یہ طریقہ نام نہاد بریلوی مذہب والوں کا ہے کہ وہ کافر کہنے میں اتنا آگے ہیں کہ امام حرم کو امام مسجد نبوی کو بھی بد مذہب و بد دین کہنے سے نہیں ڈرتے ان کا عمل ان کے ساتھ رہے گا، ہمارا عمل ہمارے ساتھ رہے گا، ہم نے نجدیت اور وہابیت کی حقیقت بیان کر دی جس سے آپ

سمجھ گئے ہوں گے کہ لوگ اپنے مطلب کے لئے حدیثوں کا مطلب غلط بھی نکال لیتے ہیں۔
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ۔

الزام لگانے والے ملزم ہیں

ہمارے بارے میں جو کچھ کہا گیا تھا ہم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے شرعی فیصلے سنا دیئے۔ اب ہم آپ کو بتاتے ہیں آگاہ کرتے ہیں کہ جو لوگ اپنے سوا تمام دنیا کے مسلمانوں کو عرب وعجم کے کلمہ گویوں کو کافر کہتے ہیں، وہ خود کتنے بڑے مجرم ہیں؟ ہم آپ کو مثال دیکر سمجھاتے ہیں کہ پورے ملک میں وہی سکہ چلتا ہے جس پر حکومت کی مہر لگی ہوئی ہو، آپ کتنا ہی اچھا کاغذ اچھے سے اچھے بلاک سے چھپوالیں اسے حکومت کے نوٹ کا درجہ نہیں ملے گا، اسی طرح سمجھئے عبادت وہی عبادت ہے، عمل وہی عمل ہے، عقیدہ وہی عقیدہ ہے جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے قبولیت کی سند حاصل ہے، اب قیامت تک صرف نبوت ورسالت محمدیؐ کا سکہ چلے گا، اس چودھویں صدی کے مولویوں کے ڈھالے ہوئے سکے کیا چلیں گے؟ اب تو پہلی آسمانی شریعتوں کے سکے بھی بند کئے جاچکے ہیں، وہ لوگ باغی ہیں، مجرم ہیں، ملزم ہیں جو نئے عقیدے گڑھتے ہیں، نئے اعمال نکالتے ہیں نئی شریعت بناتے ہیں۔

اے اسلام کے چمن کو سرسبز وشاداب دیکھنے والو، اے شریعت کے قلعہ کے نگہبانو، اے کتاب وسنت کے فدائیو، اے اسوۂ صحابہ کرامؓ اور طریقہ اسلافؒ کے شیدائیو، اے شریعت کے جاں نثارو! ہم تمہیں آواز دیتے ہیں کہ تم اسلام کے چمن میں زہریلے پودے نصب کرنے والوں کے راستوں میں دیوار بن کر کھڑے ہوجاؤ...... تم شریعت کے قلعہ کو مسمار کرنے والوں کی باہوں کو پکڑلو...... تم کتاب وسنت کی تحریف وتلبیس کرنے والوں کو ٹھکرادو...... تم اسوۂ صحابہ کرامؓ سے

روگردانی کرنے والوں سے منہ موڑلو، تم طریقہ اسلاف کے مذاق اڑانے والوں سے کنارہ کش ہو جاؤ، تمہارے کام میدان حشر میں شافع محشرؐ ساقی کوثرؐ کی شفاعت آئے گی۔ ان کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑو، جب انہوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ لگایا ہے تم بھی یہی نعرہ لگاؤ، انہوں نے قبروں پر اذان دینے کا حکم نہیں دیا ہے تم بھی مت دو، انہوں نے نمازوں کے بعد مصافحے لازم نہیں کئے ہیں، تم بھی لازم مت کرو، ان کے جاں نثار صحابہ کرامؓ کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھو، جن کاموں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ثواب نہیں سمجھا، حضرت فاروق اعظمؓ نے جن کاموں میں فضیلت نہیں سمجھی، حضرت عثمان غنیؓ نے جن عملوں کو اہمیت نہیں دی، حضرت علی مرتضیٰؓ نے جن رسموں کو نہیں اختیار کیا ہم کو ان سے دور رہنا چاہیئے یہی راہ نجات ہے، یہی طریق ہدایت ہے۔

صحابہ کرامؓ نے تاریخ معراج کو متعین نہیں کرایا، حضورؐ کی ولادت کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے، اگر جشنِ معراج النبیؐ یا جشن میلاد النبیؐ منانا شریعت میں ضروری ہوتا تو تاریخیں صحابہ کرامؓ دریافت کرکے وحی کے ذریعہ متعین کرا لیتے، آپ اگر کوئی اس قسم کا جشن منانا ہی چاہتے ہیں تو خدا کے لئے حدود شریعت سے آگے نہ بڑھئے، ضروری اور لازم نہ سمجھئے، فضول خرچ نہ کیجئے، بلکہ تعلیمات نبوت کو عام کیجئے، یہ کیسی افسوسناک صورتحال ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ میں تمام منہ سے اور ہاتھ سے بجائے جانے والے باجوں سے مٹانے کے لئے آیا ہوں، اور کچھ مسلمان بعض باجوں میں ثواب سمجھتے ہیں، محرم کے باجے اور قوالی کے باجے گناہ نہیں سمجھے جاتے ہیں، حدیث کے اعتبار سے ہر باجہ گناہ ہے، مٹانے کے لائق ہے، نکاح کے اعلان کے لئے، جہاد کے اعلان کے لئے دف جائز ہے، جو باجے کے حکم میں اس وقت نہیں ہے اس پر باجہ کا قیاس کرنا جائز نہیں ہے، اور سنئے حضورؐ نے فرمایا!

ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ، اور کچھ مسلمان جو نعت خوانی میں آگے آگے رہتے ہیں، اپنی ڈاڑھیاں منڈا کر فرمان رسول کی مخالفت کرتے ہیں حضور نے غیر اسلامی شعار اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، مگر کچھ لوگ اختیار کرتے ہیں، کس کس بات کو بیان کیا جائے، حال یہ ہے: ؎

تن ہمہ داغ داغ شد ؛ پنبہ کجا کجا نہم

افسوس یہ ہے کہ کچھ لوگ دین کے خلاف کاموں کو جائز ہونے کی سند دینے کو تیار ہیں۔ ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا ؛ کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آئیے صراطِ مستقیم پر چلنے کا عہد کریں بڑوں نے شریعت کے حکموں پر گردنیں جھکا کر بڑائی حاصل کی، امام اعظم ابو حنیفہؒ اور دوسرے تینوں مشہور فقہ کے اماموں سے منقول ہے کہ انہوں نے صاف فرما دیا کہ جب صحیح حدیث ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے، ہم لوگوں کو چاہیے کہ عقائد و اعمال، حالات و کیفیات اور صورت و سیرت اخلاق و معاشرہ تمام ہی میں آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و ائمہ دینؒ کے طریقوں کو سامنے رکھیں انہیں پر چلیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں اتباعِ شریعت کی توفیق عطا فرمائے، آمین

مراد ما نصیحت بود گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

وما علینا الا البلاغ

۵ محرم سنہ ۹۸ھ کی تحریریں

پس منظر اور تبصرہ کیساتھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

ناظرین کرام ۱۶ ردسمبر کی رات کو طے ہوا تھا کہ ۱۷ ردسمبر ۷۷ء کی رات میں آٹھ بجے سے مناظرہ شروع ہوگا، اصرار کرنے پر بھی اس سے پہلے مناظرہ کے لئے بریلوی مولوی صاحبان راضی نہیں ہوئے تھے، لیکن دوسرے دن اپنے مقرر کئے ہوئے وقت کی مخالفت کرتے ہوئے صبح تقریباً نو بجے ایک تحریر موضوع اور شرائطِ مناظرہ کے متعلق لیکر بریلوی رضاخانی جماعت کے نمائندہ صدر شہاب الدین صاحب حاضر ہوئے جس کا مقصد علماء دیوبند پر مناظرہ کے چیلنج کا الزام رکھنا اور اپنی پسند کا موضوع اور اپنی بنائی ہوئی شرطوں کو منظور کرالینا تھا تاکہ حقیقت پر پردہ پڑا رہے اور اصل عوامی اختلافی مسائل سامنے نہ آسکیں۔ اس تحریر کا فوری جواب دیدیا گیا اور تحریر لانے والے صاحب کو زبانی تبلایا بھی گیا کہ آپکے مولوی صاحب نے پہلی ہی تحریر میں جھوٹ لکھا ہے، جس کا اقرار نمائندے کو دبی زبان سے کرنا ہی پڑا تھا۔ رضاخانیوں کی تحریر کی نقل مطابق اصل یہ ہے:

۷۸۶

جناب عبدالشکور صاحب ـــــ زید کرمکم

بعد ما ہو المسنون آنکہ شب شنبہ ۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۶ ردسمبر ۱۹۷۷ء کو

ایک جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قصبہ بلیا کلاں محلہ ماہی گیران منعقد ہوا۔ اس جلسۂ اہلسنت میں آپ کے علمائے دیوبند نے ہمارے علماء اہلسنت کو بالمشافہ چیلنج مناظرہ دیا، اس آپ کے چیلنج مناظرے کو منظور کرتے ہوئے موضوع مناظرہ و شرائط مناظرہ وغیرہ کے متعلق چند امور مرقوم ذیل ہیں:

۱۔ موضوع مناظرہ کفریات اکابر وہابیہ دیوبندیہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸۔۹، براہین قاطعہ ص۵۱ و تحذیر الناس ص۳، ص۱۴، ص۲۸ و ص۳۵ ہوں گے۔

۲۔ مناظرہ اہلسنت اکابر وہابیہ دیوبند کا کفر ثابت کرے گا اور مناظرہ دیوبند کے ذمہ اپنے اکابر کا اسلام ثابت کرنا ہوگا اور اپنے اکابر سے کفر اٹھانا ہوگا۔

۳۔ مناظرہ تقریری اس طور پر ہوگا کہ جس مناظر کو جو کچھ تقریر کرنا ہوگی اس کو اپنی تقریر کو پہلے قلمبند مثنیٰ کے طریقہ پر کرے گا۔ اور وہ دو نقلیں اپنے مقابل کو دے کر ایک نقل پر اپنے مقابل سے دستخط اس مضمون کے لے گا کہ اس کی نقل اس کے مطابق وصول پائی تاکہ کسی مناظر کو اپنی کسی کہی ہوئی بات کو بدلنے اس سے انکار کرنے اپنے کہے ہوئے سے مکرنے مچلنے کا موقع نہ ملے اور ہر مناظر کے پاس اپنے مقابل کے تقریری مناظرے کا ایک ایک لفظ محفوظ رہے اور انہیں تحریروں کو ہر ایک مناظر اپنے مجمع کو پڑھ کر سنا دیا کرے گا۔

۴۔ دیوبندی مناظر پر اکابر وہابیہ دیوبندیہ کی کتب حجت ہوں گی اور اہلسنت کے مناظر کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب مبارکہ تسلیم ہونگی۔

۵۔ اختتام مناظرہ کی کوئی تاریخ نہ ہوگی یہاں تک کہ حق کا مالک حق واضح کو واضح فرما دے۔ اور بطلان باطل کو آشکارا کر دے۔

۶۔ حَکَم، مناظرہ سننے والے حضرات کا ایمان ہوگا وہ خود فیصلہ کریں گے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ جمعہ مبارکہ ۵ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

شہاب الدین خاں صدر 77-2-7

نوٹ: جناب عبدالشکور صاحب اہل سنت وجماعت کے تنظیمی صدر کا نام ہے اور جناب شہاب الدین صاحب رضاخانی جماعت کے تنظیمی صدر کا نام ہے، تحریروں میں صدرین کو مخاطب بنایا گیا ہے، تحریر آتے ہی مولانا ارشاد صاحب اور مولانا امام علی صاحب نے تحریر لانے والے صاحب سے پوچھا آپکے یہاں مناظرہ پہلے سے طے تھا یا کل آپ کی میلاد کے دوران ہم لوگوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا ہے؟ اور اگر پہلے سے طے نہیں تھا تو ڈی ایم صاحب سے آپ لوگوں نے تحریری مناظرہ کی اجازت کیوں طلب کی تھی، اور کل تھانیدار صاحب کو کیوں تکلیف دی گئی تھی اور دونوں فریق نے اپنے اپنے علماء کو کیوں بلایا تھا؟ آپ یہ جھوٹی تحریر واپس لیجائیے اور صحیح واقعہ لکھا کر لائیے۔

تحریر لانے والے صاحب نے کہا "چیلنج انگریزی لفظ ہے میں نہیں سمجھا اور حقیقت یہ ہے کہ اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے مناظرہ کا مشورہ پہلے سے تھا مگر تحریر میں ایسا لکھا گیا ہے، آپ کا حرج ہی کیا ہے؟

مولانا ارشاد صاحب نے فرمایا، حرج یہ ہے کہ کوئی فساد خدانخواستہ ہوگیا تو ہم کو چیلنج دینے والا اقرار دیکر عدالت میں مجرم ثابت کیا جائیگا، جبکہ واقعہ ایسا نہیں ہے، ہم لوگ اصلاح چاہتے ہیں فساد نہیں چاہتے ہیں۔

تحریر لانے والے نے کہا کہ آپکی نظر میں تحریر میں جو غلط باتیں ہیں ان پر نشان لگا دیجئے یا دوسری تحریر جواب میں لکھ دیجئے، دوسرے کی تحریر پر نشان لگانے کے بجائے مناسب سمجھا گیا کہ دوسری تحریر پر لکھدیا جائے، تحریر لکھی گئی اور نمائندہ کے سامنے تمام حاضرین کو سنائی گئی، سب نے حقیقی اہلسنت وجماعت کی تحریر کو واقعہ کے مطابق بتایا، تحریر کی نقل مطابق اصل یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب شہاب الدین صاحب زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ جو تحریر میرے نام لائے ہیں اس سلسلہ میں پیش خدمت ہے کہ قصبہ بلیا کلاں کے مسلمانوں میں جو انتشار عرصہ سے برپا ہے اس کو دور کرنے کے لئے (دیوبند و بریلی) دونوں جانب کے علما کو مدعو کیا گیا ہے اور اہل اسلام کی خواہش ہے کہ فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے، تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے، اس لئے اس سلسلہ میں موضوع اور شرائط مناظرہ کے طور پر چند امور پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ موضوع مناظرہ علماء دیوبند و علماء بریلی کے تمام اختلافات کا فیصلہ علماء دیوبند پر لگائے گئے تمام کفری الزامات کے جوابات اور علماء بریلی کے کفریات کی تفصیل و جواب، ترتیب یہ ہوگی کہ ایک ایک اعتراض دونوں جانب سے پیش کیا جائے اور جوابات ترتیب کے مطابق پیش کئے جائیں۔

۲۔ دونوں فریقوں کے اکابر کی کتب ان پر حجت ہوں گی۔

۳۔ فیصلہ ادلۂ شرعیہ اربعہ کی روشنی میں کیا جائے گا۔

۴۔ مناظرہ تحریری کے لئے طریق کار مناظرہ کمیٹی بنا کر طے کر لیا جائے۔

۵۔ مناظرہ کمیٹی ایک حَکَم (جج) مقرر کرے تاکہ فیصلہ کن مناظرہ ہو سکے اور اختلاف ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔

نوٹ: شرائط مناظرہ مسلّمہ فریقین ہوتے ہیں۔

کاپی وصول شہاب الدین خاں صدر (رضاخانی گروہ)   عبدالشکور صدر اہلسنت و جماعت

۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۷۷ء

دونوں تحریروں کا فرق

۱۔ بریلوی مولوی صاحب نے تحریر کی ابتدا غلط بیانی سے کی ہے جبکہ علماء دیوبند نے سچ واقعہ لکھا ہے۔

۲۔ بریلوی تحریر میں صرف چند کتابوں کی عبارت پر بحث کرنے کی دعوت دی گئی ہے جن کا فیصلہ ہونے کے بعد بھی "تقویۃ الایمان" وغیرہ کے سلسلہ کا اختلاف باقی رہے گا' فیصلہ مکمل نہ ہوسکے گا جبکہ علماء دیوبند کی تحریر میں تمام اختلافی مسائل خصوصیت سے پلیا کے مسلمانوں کے شرعی اختلافی امور پر بحث کی دعوت دی گئی ہے جو جھگڑا طے کرنے کا معقول اور واضح طریقہ ہے۔

۳۔ علماء دیوبند نے مناظرہ کے لئے طریق کار مقرر کرنے کا کام عوام کی نمائندہ کمیٹی کے سپرد کرنا چاہا ہے تاکہ وہ اپنی مذہبی اختلاف کا فیصلہ علماء سے کرا سکیں، اس کے برخلاف بریلوی تحریر میں مناظرہ کا طریق کار اور موضوع خود ہی متعین کر کے علماء دیوبند اور دیگر تمام مسلمانوں کو اپنی شرطوں کا پابند بنانا چاہا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بریلویوں کا مقصد مناظرہ کر کے اختلاف دور کرنا نہیں ہے، بلکہ بڑھانا ہے۔

۴۔ علماء دیوبند کی تجویز یہ تھی کہ مناظرہ کا کوئی حَکَم (جج) مقرر کر لیا جائے، جو دونوں جانب کی تحریریں پڑھ کر فیصلہ عوام کے سامنے رکھ دے۔ مگر دوسری جانب کے علماء ابتدا سے آخر تک اس تجویز کو ٹھکراتے رہے، کیونکہ انہیں اندازہ ہوگا کہ جج ہمارے تکفیری فتنہ اور فساد انگیزی کے خلاف فیصلہ سنائے گا، جس سے عوام پر حقیقت آشکارا ہوجائے گی اور وہ تکفیری تحریر جو بقول مولانا منظور صاحب نعمانی ایک خالص کاروباری مشغلہ ہے ختم کرنی پڑے گی، مولانا موصوف نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا ہے، عبرت حاصل کرنے کے لئے قلم بند کیا جاتا ہے:

خالص معاشی اور کاروباری مشغلہ

دس بارہ سال کے مسلسل تجربے کے بعد قریب قریب

مشاہدہ کے درجہ میں یقین ہوگیا، یہ بریلوی تکفیری فتنہ کے جو خالص روح رواں اور پلیٹ فارم کے مولوی صاحبان ہیں ان کی ان تکفیری سرگرمیوں کا خاص مقصد اور نصب العین مسلمانوں میں افتراق واختلاف پیدا کرنا اور بیچارے عوام کو لڑانا اور ٹکرانا ہے اور یہ ان کا خالص معاشی اور کاروباری مشغلہ ہے۔" (بریلوی فتنہ کا نیا روپ ص ۱۱)

مبادیٔ مناظرہ

بریلوی تحریر میں اپنے اہلسنت اور علماء دیوبند کو وہابی ظاہر کیا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ بریلوی جماعت کو اہلسنت والجماعت کے اصول تسلیم نہیں ہیں اور علماء دیوبند اہلسنت وجماعت کے حنفی اصول وفروع کے سب سے بڑے ترجمان ونمائندے ہیں۔ سنیت وحنفیت کا جھنڈا علماء دیوبند کے ہاتھوں بلند ہو رہا ہے، بریلوی مولوی صاحبان کے غلط دعویٰ کی وجہ سے ضروری ہوگیا کہ انہیں سے یہ سوال کرلیا جائے کہ وہ اہلسنت وجماعت سے کیا مراد لیتے ہیں، امام اعظمؒ اور بڑے پیر اور دوسرے اکابر وائمہ کو کس درجہ مانتے ہیں، جب تک یہ نہ متعین ہو جائے کہ اہل سنت وجماعت حنفی سے بریلویوں نے کیا سمجھا ہے اور سنیت وحنفیت کے دعویٰ میں کون سچا ہے اس کی تحقیق کے لئے مبادی مناظرہ کے عنوان سے ایک تحریر علماء دیوبند کی طرف سے شرائط کی تحریر کے ساتھ ہی بھیجی گئی جس کی نقل یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب شہاب الدین صاحب السلام علیکم

۱۔ اسلام وکفر، سنت وبدعت کی تعریف کیا ہے؟

۲۔ اہل قبلہ اور اہل لا الٰہ الا اللہ کون لوگ ہیں، ان کی تکفیر اہلسنت کے نزدیک جائز ہے کہ نہیں؟

۳۔ ضروریات دین جن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، کون کون سی چیزیں ہیں؟ ۴۔ کافر کی کیا تعریف ہے اور اس کی شرعی علامات کیا ہیں؟

۵۔ وہ تاویلیں کون سی ہیں جن کی بنا پر انسان کلمۂ کفر کہنے کے بعد بھی کافر نہیں ہوتا اور وہ کون سی تاویلیں ہیں جن کا اعتبار نہیں ہے؟

۶۔ اگر کسی کلمہ گو کے کسی کلام میں یا تحریر میں چند احتمالات کفر کے ہوں اور چند ایک، احتمالات اسلام کے ہوں تو مذہب اہلسنت اور قول امام اعظمؒ کی بنا پر ایسے شخص کو کافر کہا جائے گا یا مسلمان؟

۷۔ ہر ایسے کلام کو جس میں متعدد و مختلف احتمالات ہوں جو شخص کفر ہی پر محمول کرے اور اسلام والے پہلو کو نظر انداز کر دے اہلسنت کے مسلک اور امام صاحبؒ کے مذہب کی رو سے وہ شخص کیا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

۸۔ اہلسنت والجماعت کے عقائد کی مستند کتابیں کون کون سی ہیں؟ اور کسی عقیدے کے استنباط اور دریافت کرنے کے لئے کس درجہ کی دلیل درکار ہوتی ہے؟

۹۔ اہلسنت والجماعت کی تعریف کیا ہے؟ اور وہ عقائد و اعمال کیا کیا ہیں جن کے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی شخص اہلسنت والجماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ کوئی حنفی اگر غیر حنفی شافعی یا حنبلی کی نماز میں اقتدا کرے تو اس پر کیا حکم کیا جائیگا؟

۱۱۔ سیدنا غوث الاعظم کا مسلک کیا ہے؟ حنفی ہیں یا شافعی ہیں، حنبلی ہیں یا مالکی؟ **نوٹ**: اس تحریر کا جواب مناظرہ سے پہلے دینا لازم ہے؟

فقط والسلام

عبدالشکور ۱۱ ۱۲/۷۷ء

تحریروں کا جواب یا فرار

شرائط مناظرہ اور مبادی مناظرہ کی تحریریں بریلوی نمائندہ صدر صاحب کے ہاتھ میں جواب کے لئے دی گئی تھیں، ان کے جلدی کرنے کی وجہ سے تحریروں کی ابتدا میں شاید مخاطب کا نام رہ گیا، بس یہی بہانہ ان کے مولویوں کو ٹال مٹول کرنے

کے ٹل گیا، کئی گھنٹے کے بعد دو پرچے آئے جن میں مخاطب کی جگہ خالی رہ جانے پر شاید اعتراض تھا جب کہ پرچے جن کے ہاتھ میں دیئے تھے وہی مخاطب تھے وقت ٹالنے کے لئے جانتے ہوئے انجان بن گئے بریلویوں کے دونوں پرچوں کی نقلیں یہ ہیں:

۸۶؍

جناب عبدالشکور صاحب

بعد ما ہوالمسنون آنکہ ابھی ابھی آپ کے دو پرچے موصول ہوئے، مگر سخت افسوس کہ پرچے بغیر نام کے موصول ہوئے معلوم نہیں اس کا مقصد کیا ہے اور کیا راز؟ جبکہ پرچے میں نام نہیں کون مخاطب، کون جواب دے، یہ بسبب غفلت ہے یا مناظرہ سے پہلے ہی آپ کی گھبراہٹ کا ثبوت ہے، بہرحال آپ از سر نو دونوں پرچوں کو نامزد کر کے روانہ کریں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

شنبہ ۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۷۷ء

شہاب الدین خاں صدر

۸۷/۱
۹۲

وسیع المناقب جناب مولوی امام علی صاحب بعد ما ہوالمسنون آنکہ ایک گمنام تحریر آپ کی موصول ہوئی، معلوم کرتا یہ ہے کہ یہ تحریر کس کے نام ہے اور کون مخاطب ہے اور کس سے آپ جواب چاہتے ہیں جلد نامزد کر کے اپنے مخاطب کو متعین کریں تاکہ اس کا جواب دلوایا جائے۔ والسلام علی اہل الحق

شنبہ ۵ محرم ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۷۷ء

شہاب الدین خاں صدر

اس جانب کی تحریروں میں شہاب الدین صاحب کو مسلمان سمجھتے ہوئے سلام و دعا کے ساتھ خطاب کیا گیا، مگر ان کی جانب کی تحریروں میں عبدالشکور صاحب کو

مسلمان نہ سمجھتے ہوئے غیر مسلموں جیسا خطاب شاید اس جرم میں کیا گیا کہ وہ علماء دیوبند کے میزبان اور سچے اہل سنت وجماعت کے تنظیمی صدر تھے۔

اوپر کی دونوں تحریروں کا چند ہی منٹ میں یہ جواب دیدیا گیا۔

۱۲ بوقت دو بجکر بیس منٹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب شہاب الدین صاحب .... زید مجدکم

السلام علیکم

آپ کا پرچہ موصول ہوا جس میں آپنے اظہارِ افسوس کیا ہے اگر آپکے نزدیک ان دونوں پرچوں میں کوئی مخاطب نہ تھا تو وہ دونوں پرچے کیوں رکھ لئے، بلا نام کے پرچوں کو رکھ کر اور یہ لکھ کر کہ اس کا جواب کا مخاطب کون؟ آپنے شرعی واخلاقی جرم کیا ہے۔
ہر انسان سے سہو ونسیان ممکن ہے عام انسانوں کی تو کیا پوزیشن ہے، جب کہ آپ کے اعلیحضرت بریلوی "الملفوظ" حصہ سوم ص۹۷ پر ارشاد فرماتے ہیں "قرآن عظیم کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں، لیکن ان معانی کا علم ہیں ہوتا کیا ضرور نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ"
ہمیں اپنے سہو ونسیان کا اقرار کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے جبکہ آپکے اعلیٰحضرت بریلوی کے الملفوظ میں سرکار دوعالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض آیات کے نسیان (بھولنے) کا امکان مانا گیا ہے، اگر ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہم گرفت کریں تو جو پرچہ کل آپکے محمد ادریس صاحب نے دیا تھا اس میں ۷۸۶/۹۲ تحریر ہے، ۷۸۶، کس لفظ کا قائم مقام ہے یہ ہمیں معلوم نہیں، لیکن ۹۲ اسم پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد ہے جس میں درود شریف کا عدد شامل نہیں ہے میں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بتائیے ۷۸۶، کے بجائے ۷۸۶ لکھنا گھبراہٹ ہے یا نہیں؟ جناب محمد ادریس صاحب

حشمتی سے دریافت کیجئے ۹۲ کے ساتھ درود شریف کا عدد نہ شامل کرکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعی بنتے ہیں ان کی اس حالت پر کیا اظہار افسوس نہیں ہو سکتا کیا نزاع لفظی میں عوام کو الجھانا تحریری مناظرہ سے راہ فرار اختیار کرنا نہیں ہے، براہ کرم پرچوں کو واپس کیجئے تاکہ مخاطب کا نام لکھا جاسکے، پرچہ آپ کو ہرگز ہرگز نہ رکھنا چاہئیں تھے آپ اپنے علماء سے مسئلہ پوچھ لیجئے۔ والسلام

عبدالشکور

لاجواب ہوگئے اور بوکھلا گئے

ابتدائی تحریروں کا کوئی جواب آخر تک نہ آیا کیونکہ اپنے کو سنی کہنے والے اہل بدعت کے پاس اپنے اہلسنت ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے اور اہل بدعت ہونے کے بہت سے ثبوت ہیں جن میں سے اکثر کا بیان کتاب "حق پر کون ہے" کے اندر موجود ہے، کسی بدعت نواز میں اگر جرأت ہے تو اس کتاب میں بیان کئے گئے رضاخانی مذہب کی تردید کرے۔ ع

صدائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

بریلوی اعلیحضرت کا رسول اللہ ﷺ پر آیات قرآنی بھولنے کے امکان کا الزام

اہل حق کی تحریر میں اہل باطل کے اعلیٰ حضرت کی کتاب الملفوظ سے عبارت نقل کرکے لکھا جاچکا ہے کہ اپنے کو سنی کہنے والوں کے رہنما نے آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آیتیں بھولنے کے ممکن ہونے کا انتہائی گھٹیا اور اہانت آمیز الزام لگا کر اپنی عاقبت خراب کی ہے، دوسروں کی خوبیوں میں عیب نکالنے والے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر جھانکیں، اپنے گھر کی خبر لیں، جہاں بددینی کی شراب دین کا لیبل لگائی ہوئی بوتلوں میں بھر کر رکھ دی گئی ہے، جس کو پی کر تلبیسی نشے سے مست ہوکر مسلمانوں میں اسلام کے ارکان

کلمہ و نماز کی تبلیغ کرنے والوں، دین کے دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے والوں کو کافر و مرتد کہنے کی بکواس کی جاتی ہے، یہ کیوں نہیں دکھائی دیا کہ آپ کے اعلیحضرت نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآنی آیتیں بھولنے کا امکان تسلیم کیا ہے جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی انتہائی مہربان اللہ نے قرآن سکھایا انسان کو پیدا کیا اُسے بیان کرنا سکھایا اور خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ یعنی اے پیغمبر جبرئیل امین کے پڑھنے پر اپنی زبان جلدی جلدی مت چلاؤ بلاشبہ ہمارے ذمہ اس کلام پاک کا جمع کرانا اور اس کا آپ کی زبان سے ادا کرانا پھر ہمارے ہی ذمہ آپ کے ذریعہ اس مفہوم کا بیان کرانا ہے۔ اور ارشاد ربانی ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بلاشبہ ہم نے ہی ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بلاشبہ ہم ہی ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، ان ان تمام ارشاداتِ قرآنی سے واضح ہے کہ قرآن مجید کی حفاظت اللہ ضرور فرمائے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ہرگز قرآن مجید کو بھول نہیں سکتے، آپ کی ذاتِ اقدس پر قرآن مجید بھولنے کا اتہام لگانا اگرچہ وہ ممکن ہی کے درجے میں ہو، کہاں کی دیانت کہاں کی صداقت، کہاں کی حقانیت کہاں کی راست بازی، کہاں کی اسلام نوازی اور کس مذہب کا حکم ہے، پیغمبر میں نسیانِ آیات کا امکان ہرگز نہیں ہے، آیات کا نسخ اور آیات کا تبادلہ اور بعض آیات کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے واپس لیا جانا بالکل دوسری چیز ہے اس کا بھولنے کے عیب سے کوئی تعلق نہیں، اس پہاڑ سے بڑے اعلیحضرت پر پڑنے والے اعتراض کا کوئی جواب نہیں آیا، بلکہ محترم کی تحریروں کا سلسلہ ہی اہل باطل نے بند کر دیا، جیسا کہ پہلے سے اندازہ تھا۔ ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(۶ محرم الحرام کی رات کا واقعہ)

[illegible]

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

دن گذر گیا رات آگئی۔ آج کی نماز مغرب کے بعد ہی مناظرہ گاہ میں اہلسنت و جماعت نے حمد و نعت خوانی اور اصلاحی بیانات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا جس کے دوران بار بار بریلوی علماء سے ہمدردی رکھنے والے عوام کے لڑکے شور و غوغا کرتے رہے اور اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلکر اپنی حقیقت ظاہر کرتے رہے۔ آخر کار نماز عشاء کے بعد دونوں اسٹیجوں پر دونوں جانب کے علماء تشریف لے آئے۔ اور داروغہ صاحب کی موجودگی میں مناظرہ کی کاروائی شروع ہوئی، اہلسنت و جماعت کی جانب سے مولانا عبد السمیع صاحب گونڈوی نے مناظرہ کے لئے حَکَم (جج) مقرر کئے جانے کی تائید میں مدلل تقریب کی جسے سنکر داروغہ صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کیا کہ جج مقرر کئے جانیکی تجویز اچھی اور ضروری ہے۔ دونوں جانب کے صدر جج مقرر کرلیں، یہ سنتے ہی مسلمانوں کو کافر کہنے والے علماء کو اپنے ہاتھوں کے طوطے اڑتے ہوئے نظر آئے۔ اُن کی طرف سے کہا گیا جج مقرر کئے جانے کی ضرورت نہیں ہے، فیصلہ عوام کا ایمان کرے گا، جج مقرر کئے جانے کی ضرورت شریعت سے ثابت کرنے کے لئے دیوبندی اپنے مفتیوں کا فتویٰ پیش کریں، دیوبند کے مقرر نے جواب میں کہا، اگر بریلوی مولوی صاحبان دار العلوم دیوبند کے فتوے کو صحیح قابل حجّت تسلیم کرلیں تو اختلاف ہی ختم ہو جائے گا۔ اگر وہ مفتیان کرام کے فتوے کا حجت شرعیہ ہونا ماننے کا اعلان کر دیں

توہم فتویٰ پیش کر دیں گے، بریلوی علماء نے گھبرا کر دوسری باتیں چھیڑنا شروع کر دیں، داروغہ صاحب نے کہا کہ اگر ہندوستان میں کوئی حکم فیصلہ کرنے والا نہ ملے تو مسلمانوں کے مقدس (پوتر استھان) مقامات مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کے علماء کرام کو حکم (جج) مان کر ان کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے، تمام حق پرست علماء و عوام نے اس تجویز کی پرجوش تائید کی، بریلوی مولویوں کی طرف سے آج کے دن کی بھیجے جانی والی شرائط نامہ کی تحریر پڑھی جانے لگی، جب کہ اس تحریر کا جواب دن ہی میں دیا جا چکا تھا، تحریر پڑھتے ہوئے رضا خانی مقرر نے زیادہ کر "مکمُ" کو کر "مُکمُ" پڑھ کر (جس کا ترجمہ ہے (تمہارے کیڑے پڑھیں) اپنی گندی ذہنیت کا ثبوت دیا پھر تفہیم کے بہانے تقریر شروع کر دی، اہل حق کی جانب سے ٹوکے جانے پر طوفان جہالت میں جوش آگیا اور کئی الٹی سیدھی آوازیں اہل باطل کے اسٹیج سے آنے لگیں، نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا پولیس نے آمنے سامنے مناظرہ کرنے کو بند کر دیا اور اعلان کیا کہ مولوی صاحبان اپنی اپنی مسجدوں میں کل سے بیٹھ جائیں اور تحریری مناظرہ کر لیں، تمام تحریریں حفاظت سے رکھی جائیں پھر باہمی مشورے سے کسی حکم (جج) کے سامنے پیش کر کے فیصلہ حاصل کیا جائے اچھا یہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جو مسلمانوں کی سب سے پاک جگہیں ہیں وہاں بھیج کر وہاں کے علماء کا فیصلہ حاصل کر لیا جائے، اس کے بعد کسی مقررہ تاریخ پر عوام کو سنا دیا جائے، علماء حق کی طرف سے کہا گیا عربی زبان میں مناظرہ کر لیا جائے تاکہ عرب کے علماء کرام سے فیصلہ حاصل کرنے میں ترجمہ کی زحمت پیش نہ آئے، بریلوی علماء بیچارے عربی زبان و ادب سے پورے طور پر واقف ہی نہیں تھے۔

بول اٹھے یہاں کی زبان ہندی، اردو ہے اس میں مناظرہ ہونا چاہئے علماء حق کی طرف سے کہا گیا، مناظرہ عربی میں کر لیا جائے پھر عرب کے علماء کرام سے فیصلہ حاصل کر لیا جائے اور عربی کو اردو ترجمہ کر کے عوام کو سنا دیا جائے، ترجمہ کرنے والے جن پر

دونوں فریق کا اعتماد ہو گا مل جائیں گے، بریلوی مولویوں کی طرف سے کہا گیا عربی ترجمہ میں غلطی ہو سکتی ہے، فوراً حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب فاتحانہ انداز میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آپ صحیح کہتے ہیں کہ عربی ترجمہ ہی میں گڑبڑ ہوتی ہے، واقعی عربی ترجمہ کی گڑبڑ کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے مناظرہ ہو رہا ہے، اکابر علماء دیوبند کی کتابیں اردو میں ہیں جن کو علماء عرب نہیں سمجھتے ہیں، ان کا غلط ترجمہ عربی میں کیا گیا، اپنے بنائے کافرانہ عبارتوں کو علماء دیوبند کی اردو عبارتوں کا ترجمہ کہکر علماء عرب سے کفر کا فتویٰ لیا گیا، عرب کے علماء اور عوام کو عربی ترجمہ میں گڑبڑ کر کے دھوکہ دیا گیا، آپنے عربی ترجمہ میں گڑبڑی کا اقرار کر کے اکابر علماء دیوبند کے خلاف دئے جاتے والے فتویٰ کا غلط اور گمراہ کن ہونا تسلیم کر لیا، مولانا موصوف اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ اہل باطل کے سروں پر ایک بجلی سی گری ان کا دماغ چکرا گیا، لاؤڈ اسپیکر پر کہنے لگے ہمارے اعلیحضرت پر اعتراض کر دیا گیا ہے ہم پر جواب دینا فرض ہو گیا، یہ کہکر رٹے رٹائے دو چار الزامات اہل حق کے خلاف گنا کر اپنے اعلیٰ حضرت کا مشہور قصیدہ لاکھوں سلام والا کچھ اضافے کے ساتھ کھڑے ہو کر پڑھنے لگے، مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کے ساتھ ہی سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام پڑھ کر پیغمبر اور اپنے اعلیٰ حضرت پر یکساں درود سلام بھیجا گیا، تمام اہلِ حق سکون و سنجیدگی سے بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ عربی زبان میں درود و سلام پڑھتے رہے پولیس نے اطلاع بھیجی جب یہ لوگ نہیں مانتے ہیں تو آپ لوگ بھی ان کے بعد جو پڑھنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں، سلام و دعا کے بعد اہل باطل مولویوں نے چلے جانے ہی میں عافیت سمجھی اور اعلان کیا تمام حضرات چلے جائیں، مگر عوام کی بہت بڑی تعداد جلسہ گاہ میں ٹھہر گئی، مولانا ارشاد صاحب نے اپنا انتہائی پر اثر اور ایمان پرور بیان فرمایا، جسے ٹیپ ریکارڈر میں محفوظ کر لیا گیا، اس سے سنکر لکھا جا رہا ہے۔

مولانا سید ارشاد احمد صاحب کی ایمان افروز تقریر

بعد الخطبة

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی .... اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے صلوٰۃ و سلام کی حیثیت کو بیان فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور فرشتے فخر دو عالم پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں، ایمان والوں پر بھی سلام و صلوٰۃ بھیجنا لازم ہے، اس آیت کے شان نزول میں علماء مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں جس صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا گیا ہے اس کی ادائیگی اسی وقت ہوگی جب نماز میں پڑھا جائے جو عربی کا صلوٰۃ و سلام ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اللہ تعالیٰ کا جو مطالبہ ہے وہ اردو میں پڑھنے سے پورا نہیں ہوتا عربی کے علاوہ کسی زبان میں پڑھنے سے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ الخ میں جو حکم دیا گیا ہے وہ پورا نہیں ہوتا، آپ دیکھتے ہیں نماز میں جب صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے، قیام میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے، رکوع میں تسبیح پڑھی جاتی ہے مگر جب صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا موقعہ آتا ہے بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے، بیٹھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے، اللہ نے یہ توفیق اہل حق کو دی ہے وہ حضورؐ کے طریقہ کی پیروی کر رہے ہیں، اہل باطل سے یہ توفیق ہی چھین لی گئی ہے' اسی لئے وہ حضورؐ کے طریقہ کی مخالفت کر رہے ہیں اور ہم کو بے ادب کہہ رہے ہیں یہ فیصلہ تو میدان حشر میں ہوگا کہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق

ومحبت کا حق آپ نے ادا کیا ہے یا ہم نے کیا ہے، سیرت کی کوئی اچھی کتاب ہی آپ کے کسی بزرگ نے لکھی ہو تو پیش کیجئے، مولانا تھانوی کی نشر الطیب جیسی کتاب، رحمۃ للعالمین جیسی کتاب، اصح السیر جیسی کتاب پیش کیجئے، فضائل درود شریف پر حضرت شیخ الحدیث جیسی کتاب پیش کیجئے، آپ نے سوائے دوسروں کو بے ادب کہنے کے اور کیا کارنامہ انجام دیا ہے، ہمیں کوئی شکوہ نہیں کہ آپ نے فیصلہ عوام پر چھوڑ دیا ہے، عوام حالات کا جائزہ لے ہی رہے ہیں، ہمارا آپ کا فیصلہ حقیقی احکم الحاکمین کے سامنے ہوگا جب دنیا سے گذر کر ہم اور آپ دار آخرت میں پہنچیں گے، جہاں مالک یوم الدین کی عدالت میں حاضری ہوگی جہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگا جہاں سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے، جہاں تمام صحابہ عظام اور اولیاء کرام ہوں گے، جہاں سیدنا صدیق اکبرؓ ہوں گے جہاں سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان غنیؓ، سید علی مرتضیؓ رضی اللہ عنہم اجمعین ہوں گے، جہاں غوث اعظمؒ بھی ہوں گے سب کی موجودگی میں ہمارا اور آپ کا فیصلہ ہوگا کہ ہم نے آپ کے طریقے کی اشاعت کی ہے یا آپ نے کی ہے؟ یہاں کیا چار آدمی ادھر ہو گئے چار ادھر ہو گئے، کچھ نے آپ کی ہاں میں ہاں ملا دی، آپ با ادب بن گئے، آپ ہم پر اعتراض کر رہے ہیں کہ ہم کھڑے نہ ہوئے آپ نے کھڑے ہو کر اپنا بنایا ہوا کلام جو اردو میں ہے پڑھ لیا بڑے ادب والے ہو گئے، ہم اللہ کے بتائے طریقے پر عربی میں بیٹھے بیٹھے صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے۔

آپ کو معلوم بھی ہے کہ حضورؐ کے ذکر میں جب ہم دو گھنٹے تک بیٹھے رہے حضورؐ کی سیرت کا ذکر ہوا، معجزات کا ذکر ہوا، صدیق اکبرؓ کی صداقت کا ذکر ہوا، فاروق اعظمؓ کی عدالت کا ذکر ہوا، عثمان غنیؓ کی حیا کا ذکر ہوا، علی مرتضیٰؓ کی شجاعت کا ذکر ہوا ہم بیٹھے رہے آپ نے اسے بے ادبی سمجھا چند منٹ کے لئے آپ کھڑے ہو گئے بڑے ادب والے ہو گئے، ہم نے ادب یہ سمجھا ہے کہ اگر حضورؐ کے

ذکر میں کھڑے رہنا ادب ہے تو جتنی دیر تک ذکر ہوتا رہے کھڑے رہیں آپ نے بے ادبی کا الزام ہم پر لگایا ہے آپ کو ادب کی حقیقت ہی معلوم نہیں ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اور حضور پاکؐ نے صلوٰۃ وسلام کا یہ طریقہ تبلایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھا جائے آپ نماز میں کھڑے ہوں رکوع کی حالت میں ہوں، سجدے کی حالت میں ہوں صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھ سکتے، صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حق بیٹھ کر پڑھنے ہی سے ادا ہوگا۔ کچھ بدعتیوں کا طریقہ ہے جیسے ہی آیت اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ پڑھی گئی درود پڑھنے لگتے ہیں، ایسا کرنے سے آیت کا مطالبہ پورا نہیں ہوتا ہر حکم پر عمل کرنے کا ایک موقعہ ہوتا ہے جب اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کی آیت پڑھی جائے اسے سنتے ہی آپ نماز نہیں پڑھنے لگتے، زکوٰۃ کی آیت سنکر زکوٰۃ نہیں نکالنے لگتے حج کی آیت سنکر کوئی حج کے لئے نہیں نکل کھڑا ہوتا، اسی طرح احکام کی دوسری آیتیں بھی ہیں، ان سب پر موقعہ آنے پر عمل کرتے ہیں اگر نماز کے موقعہ پر نماز نہ پڑھی جائے زکوٰۃ کے موقعہ پر زکوٰۃ نہ دی جائے حج کے موقعہ پر حج نہ کیا جائے، روزہ کے موقعہ پر روزہ نہ رکھا جائے، نماز روزہ، حج، زکوٰۃ کی آیتوں کا حق ادا نہیں ہوگا، ایسے ہی درود شریف کی آیت کا حق یہ ہے کہ عربی زبان میں نماز کے اندر ہیئت کذائی میں درود شریف پڑھا جائے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلایا ہے جبھی آیت کا حق ادا ہوگا اگر کوئی نماز نہیں پڑھتا یا نماز میں درود شریف نہیں پڑھتا وہ آیت کا حق ادا نہیں کرتا، آپ نعت شریف پڑھیے اردو میں سلام پڑھیے کسی طرح بھی حضورؐ کا ذکر کیجیے ثواب ملے گا، مگر آیت کا حق اسی وقت ادا ہوگا جب آپ اس طریقہ پر پڑھیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا ہے آپ لوگ اردو میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتے رہے، ہم لوگ سنجیدگی سے بیٹھے بیٹھے عربی درود شریف پڑھتے رہے اب آپ شور کرتے ہیں، ہم پر اعتراض کرتے ہیں ہم کو برا کہتے ہیں خیر آپ کہتے رہیں ایک ہمارا انداز ہے، ایک آپ کا اندازِ معشوقانہ ہے، آپ کو حضورؐ

کے طریقے پر چلنے کی توفیق ہی نہیں دی گئی آپ غوث اعظم کا نام لیتے ہیں، آپ کو معلوم ہے غوث اعظم کتنے بڑے بزرگ ہیں انہیں سرتاج اولیا کہئے، سیدالاولیاء کہئے ان کے لئے زیبا ہے انھوں نے دین کے اندر جتنی بدعات وخرافات تھیں جو اہل بدعت نے شامل کردیں تھیں سب کو مٹا دیا، وہ اہل بدعت کے بہت بڑے دشمن ہیں ان کو غوث الاعظم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جو مسئلہ کسی سے حل نہیں ہوتا تھا وہ اسے حل کر دیتے تھے، آپ نے ان کے طریقہ کو بھی چھوڑ دیا، وہ بھی کھڑے ہو کر آپ پر سلام نہیں پڑھتے تھے، آپ لوگ شور کیوں کرتے ہیں کل تحریری مناظرہ ہوگا اگر میں کوئی غلط بات بول رہا ہوں اسے لکھ کر پوچھ لیجئے گا آپ کے سامنے قلم اور کاغذ ہوگا جو چاہے لکھ دیجئے گا، میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا نام سنکر دین کی باتیں سیکھنے جو لوگ آئے ہیں ان کے سامنے کچھ بیان کر دیا جائے (بہت شور ہونے لگا جس پر مولانا نے فرمایا آپ لوگ سنتے رہیں، اگر مجھے کوئی گولی مار دے پھر بھی آپ خاموش رہیں مجھے آپ سے کوئی امداد نہیں چاہئے، میری امداد کے لئے اللہ کافی ہے) خیر میں یہ کہتا ہوں کہ جن کے قلوب میں زیغ نہیں ہے جن کے دلوں میں کھوٹ نہیں ہے، جن کے دلوں پر مہر نہیں لگا دی گئی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جس صلوٰۃ وسلام کا حکم آیت میں دیا گیا وہ عربی کا صلوٰۃ وسلام ہے، وہ منزل من اللہ ہے حدیث میں آیا ہے اور حدیث وحی غیر متلو ہوتی ہے، قرآن حکیم وحی متلو ہے، اللہ پاک کا نازل کردہ صلوٰۃ وسلام جو عربی میں ہے اسے بیٹھ کر پڑھنے میں ادب بتلایا گیا ہے، یہی حضور کا طریقہ ہے جو صلوٰۃ وسلام چودھویں صدی میں جاری کیا گیا اسے پڑھنے سے آیت کا حق ادا نہیں ہوگا، آپ لوگ ہمیں برا کہتے ہیں بے ادب کہتے ہیں، ہمارے سامنے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ورق ہے۔　　　خاک　　　سلام اس پر کہ جس نے گالیاں کھا کر دعائیں دیں

ہم آپ کی گالیوں کے جواب میں کہیں گے ؎

لگتی ہیں گالیاں بھی تیرے منہ سے کیا بھلی　　　قربان تجھ پے پھر مجھے کہہ دے اسی طرح

ہم لوگ اگر کہیں کہ آپ نے مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کے ساتھ سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے تو آپ کو غصہ نہ آنا چاہیئے۔ آپ لوگوں کا حال یہ ہے کہ ایک جگہ پڑھا گیا سنیوں کا بول بالا ہو وہابیوں کا منہ کالا ہو یا نبیؐ سلام علیک، آپ لوگ درود وسلام کا نام لیتے ہیں اور اس کے بہانے سے ہم لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں، ہم اس کے جواب میں یہی کہیں گے اللہ پاک آپ کو ہدایت دے چونکہ داروغہ جی اب منع کر رہے ہیں، میں ضروری باتیں کر چکا ہوں، درود شریف پڑھ کر دعا کر لیجئے۔

کافی دیر تک دعا کی گئی

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

باضابطہ تحریروں کا سلسلہ

پس منظر

۶ر محرم الحرام ۱۳۹۸ھ کو رات کے اعلان کے مطابق اہل حق اور اہل باطل کے درمیان تحریروں کا باضابطہ سلسلہ شروع ہوا، پہلی تحریر اہل باطل کی طرف سے آئی جس کی ابتداء ۷۸۶/۹۲ سے تھی اور مخاطب مولانا ارشاد صاحب کو بنایا گیا تھا، مولانا صاحب نے مناظرہ بھبھڑی میں بریلوی علماء سے ۷۸۶/۹۲ سے تحریروں کی ابتداء نہ کرنا طے کرالیا تھا، اس لئے تحریر کی ابتدا اخلافِ مسنون رضا خانی شعار سے ہونے کے سبب تحریر لینے سے انکار کر دیا اور یہ جواب بھیج دیا۔

اہل حق کی تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب شہاب الدین صاحب　　السلام علیکم

آپ کی کوئی ایسی تحریر قابل قبول نہیں ہے جو خلاف سنت ہو۔ آپ کی تحریر کی

ابتداء ۷۸۶/۹۲ سے ہے ۷۸۶، کا مطلب بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے، اور ۹۲ اسم پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد ہے تمام کتب دینیہ کی ابتدا تسمیہ سے ہے، ہم آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مرضیہ اور سنت مطہرہ کے خلاف طریقہ رضاخانیہ کیمطابق شروع کی گئی کسی تحریر کو قبول نہ کریں گے اور ۹۲ بھی صرف نام پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد ہے درود شریف جس میں شامل نہیں ہے یہ جذبہ حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے، ایسا جذبہ نامرضیہ ظاہر کر کے آپ ہمارے جذباتِ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔ فقط والسلام

عبدالشکور

۷ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۸/۱۲/۷۷ء بوقت ۸ بجکر ۴۵ منٹ

پس منظر اس تحریر کا جواب دینے کے بجائے اہل باطل کی طرف سے اصرار اور دباؤ شروع ہوا کہ ۷۸۶/۹۲ سے شروع کی جانے والی تحریر آپ کو ضرور قبول کرنی پڑے گی، مولانا ارشاد صاحب اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رہے اور صاف اعلان کر دیا ۷۸۶/۹۲ سے تحریر کا مسنون ہونا ثابت کیا جائے یا اس طریقہ کو ختم کیا جائے شیعہ فرقہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی تحریر وں کی ابتداء ۱۱۰/۷۸۶ سے کرتے ہیں اور بریلوی حضرات کی خاص علامت یہ ہے کہ وہ ۷۸۶/۹۲ سے ابتدا کرتے ہیں، ہم مناظرہ کے میدان میں ان کے اس شعار اور علامت کو تسلیم کر کے اسے سندِ شرعی کا درجہ نہیں دینا چاہتے، اس لئے ہم اس طریقہ سے شروع کی جانے والی تحریروں کا جواب اس وقت تک نہیں دیں گے جب تک اس طریقہ کا مسنون ہونا ثابت نہ کیا جائے یا اس کو چھوڑ دیا جائے بدعت نواز علماء اس طریقہ کا مسنون ہونا ثابت نہیں کر سکے اور کہلایا کہ کل ہماری تحریریں کیوں آپ نے قبول کی تھیں، مولانا ارشاد صاحب نے فرمایا کہ میں نے اور میرے صدر صاحب نے آپکی کوئی تحریر ۷۸۶/۹۲ سے شروع کی جانے والی کل بھی قبول نہیں کی ہے البتہ دوسرے صاحب نے تحریر کی ابتدا پر نظر ڈالے بغیر لانے والے کی جلد بازی کی بنا پر ایک

تحریر قبول کی تھی جسے حجت نہیں بنایا جاسکتا آپ الزامی جواب دینے کی کوشش نہ کریں، سیدھا اور صاف سوال ہے کہ اپنے اس طریقہ کا مسنون ہونا ثابت کیجئے یا اس طریقہ سے توبہ کریں، آخر کار اس طریقہ کو چھوڑ کر بریلوی مولویوں نے خدا کی حمد وثنا کے ساتھ تحریروں کو بھیجنا شروع کیا جن کا جواب دیا جانے لگا، اس واقعہ نے صاف طور پر ثابت کر دیا کہ اس طریقہ کے مسنون ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، ورنہ وہ خود پیش کرتے یا اپنے اصرار پر قائم رہتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ۷۸۶/۹۲

یہ صحیح ہے کہ ۷۸۶/۹۲ سے تحریر کی ابتدا بعض خوش عقیدہ لوگ بھی ناواقفی میں کرتے ہیں ان لوگوں کے سامنے طریقہ مسنونہ کی تردید نہیں ہوتی ہے اور نہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کرنے پر اصرار کرتے ہیں اور نہ وہ اپنی تحریر سے کسی گمراہ فرقے کی علامت کو جان بوجھ کر فروغ دیتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر یہاں اعتراض مقصود نہیں ہے بلکہ مناظرہ میں مولانا ارشاد احمد صاحب نے انتہائی سادہ اور معقول سوال اٹھایا تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے تمام خطوط کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہے اور تمام دینی کتابوں کی ابتدا، اسی طرح کی گئی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اس طریقہ مسنونہ کو چھوڑ کر ۷۸۶/۹۲ سے تحریروں کی ابتدا کئے جانے کا رواج ڈالا جارہا ہے، کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ جو رواج کسی مسنون طریقہ کے چھڑانے کا سبب بنے اس رواج کو چھوڑ دینا ضروری ہے، فتاویٰ شامی جلد اول میں لکھا ہے اِذَا تَرَدَّدَ الحکمُ بین السنۃ والبدعۃ فکان ترک السنۃ راجحاً علیٰ فعل البدعۃ یعنی اگر کسی کام کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہو جائے تو ایسے فعل مسنون کا ترک، بدعت اختیار کرنے سے بہتر ہے" کسی بھی مسلمان سے جس کا دل عناد و تعصب سے خالی ہو یہ پوچھا جائے کہ ۷۸۶/۹۲ سے تحریر

کی ابتدا اپسند کرتے ہو یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے، وہ یہی جواب دے گا ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے تحریر کی ابتدا کریں گے، مگر اپنے کو سنی کہنے والوں نے کئی گھنٹے خرچ کر دیئے اور بڑی مشکل سے ۷۸۶/۹۲ سے تحریر کی ابتدا کرنا چھوڑی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے الفاظ سے شروع کرنے لگے، مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو پھر بھی نہیں لکھا یہ ان کی ضد اور کج بحثی تھی جو وہ ہمیشہ کرتے رہتے تھے، خدا خدا کر کے تحریروں کے آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوا، بریلویوں کی جو دو تحریریں قبول نہیں کی گئیں تھیں ان میں مناظر کے متعین کرنے کا مطالبہ تھا جسے انہوں نے ان تحریروں میں بھی دہرایا ہے جو آگے آرہی ہیں جن کے جوابات اہل حق نے دیئے اور جواب الجواب سے محرومی رہی۔

اہل باطل کی تحریریں

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ الکرام واصحابہ العظام

وسیع المناقب جناب مولوی ارشاد احمد صاحب مبلغ دار العلوم دیوبند

بعد ما ہو المسنون آنکہ ۱۔ تحریرات کا سلسلہ چل رہا ہے آپ کی جماعت سے مناظرہ کرنے کے لئے ہمارے صدر با وقار نے فقیر کو مناظر کی حیثیت سے نامزد کر دیا ہے، میری تحریریں آپ کی جماعت کے صدر عبد الشکور کے نام گئی ہیں، بایں وجہ کہ آپ کا مناظرہ باوجود مطالبہ اب تک میدان میں نہ آسکا، ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ اپنے مناظر کو ہمارے سامنے کیا جائے، لہٰذا وقت کو برباد نہ کیجئے، جب آپ آگئے ہیں تو پھر مناظرہ کی ذمہ داریاں سنبھالئے، اگر آپ کو صلاحیتِ مناظرہ نہ ہو تو یہ ذمہ داریاں کسی دوسرے کے سپرد کیجئے اور اپنے جانب سے جلد مناظر پیش کیجئے تاکہ پبلک کی بے چینی دور ہو اور مقصد حاصل ہو اور حق و باطل کی مزید وضاحت ہو جائے۔

۲۔ آپکے صدر نے ہمارے مناظر کی آج کی تمام تحریرات لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ تحریرات خلافِ سنت ہیں بایں وجہ کہ ۷۸۶/۹۲ سے ان کی ابتداء ہے تو کیا یہ

بات آپ کے صدر کی صحیح ہے، اگر اس مضمون کی ابتدا ۹۲ء سے خلافِ شرع خلاف سنت ہے تو جواب تک آپ اور آپ کے مولویوں کے سامنے خلافِ سنت اور خلافِ شریعت یہ کام ہوتا رہا (یعنی آپ کی موجودگی میں ۹۲ء کی تحریرات لی گئیں (یہ ناجائز ہوتا رہا)

۳۔ اس تحریر میں ہم آپ کے صدر اور آپ کی بیجا ضد اور ہٹ کو بھی پورا کرتے ہیں تاکہ آپ کے بھاگنے کے تمام راستے بند ہو جائیں اور آپ کا کوئی ارمان، کوئی تمنا، کوئی آرزو، کوئی ضد آپ کے فرار میں کام نہ آسکے۔

۴۔ آپ کی جماعت کے صدر جناب عبدالشکور صاحب کے نام سے آمدہ تحریرات بنام صدر شہاب الدین صاحب بسلسلۂ مناظر آپ کو تسلیم ہیں یا ان سے انکار، وہ صحیح ہیں یا غلط، جواب دیجئے، ہم کو ہمارے صدر باوقار کیجانب سے روانہ کردہ اب تک کی تمام تحریریں تسلیم ہیں اور صحیح ہیں۔

محمد ادریس رضا قادری برکاتی رضوی حشمتی غفرلہٗ ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

تحریر وصول ہوئی بوقت ۲ بجکر سات منٹ روز یکشنبہ مطابق ۱۸ر دسمبر ۷۷ء

بوقت ایک بجکر پچاس منٹ

اہل حق کی تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولوی محمد ادریس رضا صاحب قادری برکاتی رضوی

بعد ما ہو المسنون آنکہ ! آپ کی تحریر کا جواب روانہ کر رہا ہوں:

۱۔ آپ کا نام بحیثیت مناظر آپ کے صدر صاحب نے پیش فرمایا ہے اور آپ نے مجھے مخاطب بنایا ہے، مجھے مناظر بننے سے گریز کیوں ہونے لگا، آپ کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ کس مقام پر اپنی جماعت میں فائز ہیں، میں آپ کے بڑوں سے مناظرہ کر کے حق واضح کر چکا ہوں اور حق واضح کرنے کے لئے اس قصبہ میں آیا ہوں، مگر آپ کو شاید معلوم نہیں کہ مناظر متعین کرنے کی ضرورت تقریری مناظرہ میں ہوتی ہے، تحریری مناظرہ میں فریقین

صدروں کے واسطے سے تحریروں کا تبادلہ ہوتا ہے، ایسا ہی بھینی ضلع گونڈہ کے مناظرہ میں ہو چکا ہے، یہاں بھی اسی طرح ہونا چاہیئے، آپ تحریریں روانہ کریں یہاں علماء حضرات کے مشورے سے جواب روانہ کیا جاتا رہے گا۔

۲۔ آپ نے ۵۶/۹۲ سے تحریر کی ابتدا، نہ کرکے ایک خلافِ سنت کام کو ترک کر دیا، اچھا کیا، اب یہ فیصلہ آپ ہی کریں کہ خلافِ سنت کام کرنے پر اتنی دیر تک اصرار کرکے آپ نے مسنون طریقہ کی اہانت کی ہے، آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کیجئے گا اور گذشتہ کئے پر اظہارِ ندامت کرکے بارگاہِ خداوندی میں سچے دل سے توبہ کیجئے۔

۳۔ آپ کے خلافِ سنت عمل پر اعتراض کیا گیا، جسے آپ نے بیجا ضد اور ہٹ کہہ کر حدودِ شرعی سے تجاوز کیا ہے۔

۴۔ آپ نے مجھ پر فرار کا الزام عائد کیا ہے اور اپنے کئی دن کے گریز کرنے کے بجا رویہ پر پردہ ڈالنے کی لاحاصل کوشش کی ہے، میں پرسوں سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی طرف سے برابر گریز کیا جا رہا ہے، تقریری مناظرہ کے بجائے تحریری مناظرہ کا آپ کی طرف سے متعین کرایا جانا اور مناظرہ کی متعین تاریخ پر مقرر شدہ مناظرہ گاہ میں تھانیدار صاحب کی موجودگی میں آپ کا مناظرہ سے انکار کرنا اور کتابیں موجود نہ ہونے کا عذر پیش کرنا اور پھر دوسرے دن شرائط و مبادی مناظرہ کی تحریروں پر معقول طریقہ سے غور نہ کرنا، حَکَم کی معقول شرعی تجویز کو ٹھکرا دینا اور مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ کے علماء کرام کو حکم بنانے کی بہت اچھی تجویز کا بھی جواب نہ دینا، بلکہ زبانی ٹھکرا دینا اور موضوع مناظرہ کا تعین صحیح طور پر نہ کرنا یہ سب گریز کے راستے ہیں۔ جن کو آپ نے اختیار کیا اور الزام حق پسندوں پر عائد کر رہے ہیں کہ وہ گریز و فرار کر رہے ہیں، آپ نے عربی میں مناظرہ سے انکار کرکے حسام الحرمین کی افترا تراشی کو تسلیم کیا اور ترجمہ میں گڑبڑی کے واقع ہونے کا اقرار کیا، آپ الزام تراشی کے رویہ کو ترک کرکے مکمل فیصلہ کن مناظرہ کا سلسلہ شروع

کریں، شرائط مناظرہ اور مبادیاتِ مناظرہ کی تحریریں بھی روانہ ہیں آپ بہت جلد جوابات سے نوازیں، اور آئندہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور تحریر کریں، آپ نے اس مرتبہ بھی بسم اللہ نہیں لکھا ہے، حسن ظن سے کام لیتے ہوئے میں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آپ نے تسمیہ پڑھ لیا ہوگا بہتر یہی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھا کریں، اگرچہ زبان سے پڑھنا بھی کافی ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ تین تحریریں روانہ ہیں یہ تینوں ابتداءً مناظرہ کے لئے ضروری ہیں اس لئے ان کے جوابات سے نوازیں۔ فقط

ارشاد احمد مبلغ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۶۸ء ۴ بجکر پچاس منٹ۔ عبدالشکور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولوی ادریس رضا صاحب

موضوع و شرائطِ مناظرہ

۱۔ مناظرہ تحریری ہوگا (چونکہ ایسا آپ کو پسند ہے)

۲۔ ادلہ اربعہ سے دلائل دیئے جائیں۔

۳۔ دونوں فریقوں کے اکابر کی کتب ان پر حجت ہوں گی۔

۴۔ دونوں فریقوں کی تحریریں دیکھ کر حق و باطل کا فیصلہ حَکم کرے گا۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ حَکم علماء حرمین کو رکھا جائے۔

۵۔ مناظرہ کا موضوع یہ ہوگا کہ اکابر علماء دیوبند پر کئے جانے والے اعتراضات کی جواب دہی ہم کریں اور اکابر علماء بریلی پر جو اعتراضات واقع ہوتے ہیں ان کی جواب دہی آپ کریں، اعتراض کا حق جس طرح آپ کو ہے ہم کو بھی ہے یہی مناظرہ کا نتیجہ خیز ہونے کا طریقہ ہے۔

۶۔ تحریروں کے جوابات کے لئے اگر مناسب ہو تو وقت متعین کر لیا جائے۔

فقط، ارشاد احمد مبلغ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۶۸ء بوقت ۴ بجکر پچاس منٹ۔ عبدالشکور

پس منظر

تحریر ۳ جو مذکور تحریروں کے ساتھ بھیجی گئی ہے وہ پہلے بھی بھیجی گئی تھی جس کی نقل مبادی مناظرہ کے عنوان سے آچکی ہے اس کا جواب نہ پہلے آیا اور نہ بعد کو آیا۔

اہل باطل کی تحریر ۳

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ وعلیٰ آلہ الکرام واصحابہ العظام

جناب مولوی ارشاد احمد صاحب، بعد ما ہو المسنون آنکہ بھینی ضلع گونڈہ کے مناظرہ میں آپ ہی کے مولویوں کی بیجا ضد پر کہ مناظرہ بھی بے پڑھے لکھے لوگ جنہوں نے مناظرہ طے کیا ہے، مناظرہ کریں گے، ہم نے آپ کے مولویوں کے بھاگنے کے بڑے چھوٹے تنگ و فراخ سب راستے بالکل بند کر دیئے تھے، اس لئے آپ کے مولویوں کی یہ انیلی رپیلی سنہری بالک ہٹ جو نری جہالت وحماقت پر مبنی تھی منظور کر لی تاکہ کسی طرح مناظرہ ہو جائے، اسی طرح یہاں بھی یہ جاہٹ کہ ۸۶/۹۲ لکھا مضمون ہرگز نہ پکڑیں گے، ہم نے پوری کر دی پھر آپ اپنے مناقب کو سامنے لا کر مناظرہ کرنے سے کیوں گھبرا رہے ہیں۔

۲۔ الحیاء شعبۃ من الایمان، آپ کو ذرا شرم نہ آئی ۲۴ گھنٹے تک مسلسل حرام کرتے کراتے رہے اس کا کوئی جواب نہیں الٹے آپ نے لکھ مارا کہ بارگاہ خداوندی میں سچے دل سے توبہ کیجئے، آپ کے مولوی جو مر کر مٹی میں مل گئے برسہا برس سے ۸۶/۹۲ کے مضمون ہمارے علماء سے لیتے رہے، تو یہ سب آپ کے مولوی جو مر کر مٹی میں مل گئے حرام کرتے کراتے آنجہانی ہو گئے کہاں تک آپ کے مناقب کھولیں،

عجب دزد است کہ چراغ بکف دارد

۳۔ آپ کے دھرم کا یہ حال ہے کہ ۲۴ گھنٹے تک آپ ہمارے مضمون کو ۸۶/۹۲ کے ساتھ پکڑتے رہے، پھر ۲۴ گھنٹے کے بعد وہ حرام وناجائز وخلاف سنت ہو گیا پھر بھی آپ کو شرم نہ آئی اور حیا کا ڈنڈا نہ پکڑا۔

چوں نہ داری کمال فضل آں بہ
کہ زباں در دہاں نگہ داری

آدمی را زباں فضیحہ کند
جوز بے مغز را سبک ساری

اب فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کیجئے، ہمت کی لاٹھی پکڑ کر مناظرہ کا قلم پکڑیئے اور اپنے اکابر سے کفریات کے پہاڑوں کو اٹھایئے، ہماری صرف قلم کی بات ہے اور آپ کے پاس مناقب ہیں تو پھر آپ کو مناظرہ کرانے میں کیوں دیر ہو رہی ہے، کبھی حکم کا بہانہ، کبھی عربی کا تشاغسانہ یہ تیز زمانہ کیسا ہے، ساقی تیرا میخانہ جلد دے پیمانہ، دل ہو گیا مضطر یا نہ۔

۴۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کو عربی میں علماء کرام سے فتویٰ لینا تھا، لہٰذا عربی میں آپکے اکابر کے کفریات لکھ کر پیش کئے، ہم کو اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کو آپکے اکابر کے کفریات اور ان کے عقائد باطلہ سنانا اور سمجھانا ہے، ہندوستانیوں کی زبان ہندی، اردو ہے عربی نہیں آپ عربی کا پردہ ڈالکر اپنے وسیع مناقب کو کب تک چھپائیں گے، بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیب الکریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو عربی میں مناظرہ کرنے سے نہ کل انکار تھا نہ آج ہے، اس مناظرہ سے جب آپ کی جان بچ جائے اور آپ بھاگنے میں کامیاب ہو جائیں، تو پھر ایسی جگہ جہاں کے عوام کی زبان عربی ہو آپ اپنا عربی میں کرانے کا شوق بھی پورا کریں، ہم اس سے انکار نہ کریں گے، یا اس مناظرہ کے بعد اسی مقام پر یہاں جہاں کہیں مناسب جگہ پر بغیر مناظرہ بھی آپ تحریر عربی بول چال میں جس موضوع کو طے کرکے اپنے حوصلہ کو پورا کرائیں ہم حاضر ہیں، مگر آپ حکم کی آڑ لیکر یا عربی کے پردہ میں ہو کر اپنے اکابر کے کفری مناقب کو چھپانا اور ان کو بری کرنا چاہیں، تو اس فرار کا موقعہ آپ جیسے فراری کو نہ دیا جائے گا۔

کیا بسم اللہ ہی لکھنا ضروری ہے، بحمدہٖ تعالیٰ کافی نہیں، آپکے اکابر نے اپنی کتنی تحریروں میں نہ بسم اللہ شریف لکھی، اور نہ حمد الٰہی سے ان کے مناقب خالی، ذرا اپنے پیچھے کی بھی خبر رکھ کر قلم پکڑا کریں۔ والسلام علیٰ من دخل فی الاسلام

شب دوشنبہ مبارک ۷ محرم الحرام مطابق ۸ دسمبر ۱۹۸۶ء
محمد ادریس رضا غفر لہٗ رضوی حشمتی

ہم نے بغیر آپ کے مطالبہ کے لکھدیا ہم کو ہمارے باوقار صدر شہاب الدین صاحب کی تمام تحریریں تسلیم ہیں، آپ کو بھی آپکے صدر عبدالشکور کی تمام تحریریں تسلیم ہیں یا نہیں، صحیح ہیں یا کہ غلط، مگر کوئی جواب نہیں دیا، کیوں خوف ہے جب میدان مناظرہ میں آئے ہو تو لکھو ضرور لکھو، آپ کو آپکے صدر عبدالشکور کی تحریر قبول ہیں یا نہیں، وہ صحیح ہیں یا غلط۔؟　　محمد ادریس رضا حشمتی

حامداً و مصلیاً

جناب مولوی ارشاد احمد صاحب، بعد ما ہو المسنون آنکہ آپکے پیش کردہ شرائط مناظرہ کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱، ۲، آپ کی پہلی دوسری شرط مسلّم فریقین ہے۔

۳، آپکے اکابر کی کتب آپ پر حجت ہوں گی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہٗ کی کتب مبارکہ ہمارے لئے حجت ہوں گی۔

۴، یہ حکم کی شرط داروغہ صاحب کے فیصلے کے خلاف ہے، شب یکشنبہ کو آخر میں داروغہ صاحب بالقابہ سناچکے ہیں کہ دونوں طرف کی تحریریں اپنے سامنے جمع کو فریقین مناظرہ ختم ہونے کے بعد سنادیں گے، پھر وہی بالک ہٹ آپ کی ختم نہیں ہوئیں کہ حکم کا ڈنڈا لیکر مناظرے سے بھاگنے کی ناکام کوشش کرتے جارہے ہیں۔

چہل سال عمر عزیزت گذشت　　مزاج تو از حال طفلی نگشت

یہ آپ کی بالک ہٹ بے سرو پا ہے جس کی تکمیل کی کوئی صورت آپکے نزدیک بھی نہیں ہے کہ ہم کہہ چکے سنی بریلوی حکم کو آپ نہ مانیں گے اور وہابی دیوبندی حکم کو ہم نہ مانیں گے، تیسرا آپ کس کو پکڑیں گے، وہ گمراہ بددین ہوں گے کہ نہیں؟ اور گمراہ

بدریں کو حکم بنانا چاہا ہے اور آپ کے نزدیک باتفاق جائز نہیں، پھر شب گذشتہ کے فیصلہ کے بھی سراسر خلاف ہے، رات یہ بھی کہا جا چکا ہے کہ مدینہ شریف اور مکہ شریف دونوں جگہ ہم دونوں کے مولوی ہیں پھر وہی بات آگئی وہابی دیوبندی مولوی کو ہم نہ مانیں گے اور سنی بریلوی عالم کو آپ نہ مانیں گے، آپ کی مثال بقول خود وہی ہوتی ہے کہ نہیں: فرّ من المطر وقام تحت المیزاب۔

۵۔ الزام کے طور پر پہلے کفریات قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان، تحذیر الناس و براہین قاطعہ زیر بحث آئیں گے، اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تو آپ کے اکابر لکھ کر مٹی میں مل گئے، اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ، اگر ہمارے اکابر کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے، تھانوی جی بھی یہ لکھ کر مٹی میں مل گئے کہ ہماری نماز بریلویوں کے پیچھے ہو جائے گی کیونکہ ہم ان کو کافر نہیں کہتے، مگر آپ کا حوصلہ وسعت مناقب کی وجہ سے بہت بڑھ گیا ہے اور اپنے اکابر کا پیچھا چھوڑ کر کوئی نیا راستہ نکالا ہے تو میدان میں آئیں مگر پہلے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ پر جو الزام آپ لگائیں اس پر اپنے اکابر دیوبند کا فتویٰ آپ کو ضرور پیش کرنا ہوگا کہ اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی یہ عبارت کفر لزومی ہے کہ التزامی، بغیر اس شرط کے آپ کو کسی بھی اعتراض کا حق نہیں، کیونکہ آپ کے بہت سے اعتراض کی صفائی خود آپ کے مفتیانِ دیوبند دے چکے ہیں تو جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ آپ کے دیوبند کے مفتیوں کو بھی آپ کا اعتراض تسلیم ہے ہم پر کسی طرح اس کی صفائی لازم نہیں جب آپ کے مفتیان دیوبند کو تسلیم نہ ہوگا تو پہلے آپ گھر ہی میں نپٹ لیجئے گا پھر ہمارے سامنے کا حوصلہ کریں۔

شب دوشنبہ مبارکہ، ۷ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۷۷ء   محمد ادریس رضا حشمتی

ؔ۱ رات کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علما کو حکم بنانے سے بالکل انکار کیا تھا اور اس تحریر کا مقصد بھی یہی ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہاں کے علمائے کرام میں کوئی علماء دیوبند کو کافر نہیں سمجھتا اور نہ وہاں رضا خانی مذہب کے ماننے والے ہیں۔   (مرتب)

تبصرہ مبادیاتِ مناظرہ کی تحریر کے جواب میں جو تحریر بریلویوں کی طرف سے آئی تھی اس میں جوابات دینے کے بجائے کچھ جاہلانہ عبارت لکھنے کے بعد لکھدیا گیا ہے کہ ان سوالوں کا مناظرہ کے موضوع سے کچھ تعلق نہیں ہے، چلئے چھٹی ہوئی، ہم ناظرین پر ہی فیصلہ چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ مبادیاتِ مناظرہ والے سوالوں کو پڑھ کر سوچیں کہ ان کے جوابات ضروری ہیں کہ نہیں؟

اہل حق کی تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولوی محمد ادریس رضا صاحب

بعد ما ہو المسنون آنکہ آپ کی تحریر میں جو گالیاں لکھی ہیں ان کے جواب میں صرف اتنا کہنا ہے کہ ؎ بدم گفتی عفاک اللہ خورسندم نکو گفتی ٭ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

ہمارے آقائے نامدار سید الاولین والآخرین امام المرسلین رحمۃ للعلمین محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ مومن لعنت کرنے والا فحش گو نہیں ہوتا، اس لئے ہم فحش گوئی نہیں کرنا چاہتے صرف چند باتیں اتمام حجت کے طور پر لکھ رہے ہیں۔ ۱۔ مناظرہ بھبھنی ضلع گونڈہ میں ہمارے علماء پر آپنے بیجا ضد اور ہٹ کا الزام عائد کیا ہے اگر اس سلسلہ میں آپکے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو پیش کیجئے ورنہ غلط بیانی کرکے اپنی مولویت کو بدنام نہ کیجئے۔

۲۔ الحیاء شعبۃ من الایمان روایت لکھنے کے بعد آپ ہی نے وہ الفاظ لکھنے شروع کر دیئے جنہیں استعمال کرنا حیا و شرم کو بھی عار دلاتا ہے، یہ روایت لکھنے کے فوراً بعد ہی اس پر عمل کرنا ترک کر کے آپنے جس رویہ کو پیش کیا ہے وہ حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے دعویٰ کی تردید ہے۔

۳۔ ہمارا دین کوئی نیا نہیں ہے ہم الحمد للہ تعالیٰ مسلمان ہیں حنفی ہیں آپنے دھرم کا لفظ ہمارے مذہب کے لئے استعمال کیا ہے، آپ دلائل شرعیہ سے ۸۶/۹۲ کی تحریر کی

ابتدا مسنون ہونا ثابت کردیں، دلائل پیش کرنے کے بجائے بازاری زبان استعمال کرنا انتہائی غیر مہذب حرکت ہے اور مناظرہ سے فرار ہے، شکست کا اعلان ہے۔

چو حجت نہ ماند جفا جوئے را ۔ بہ پرخاش برہم کشد روئے را

کسی مسلمان سے کوئی قصور ہو جائے تو اسے توبہ کی طرف توجہ دلانا کیا ناجائز ہے جو آپ اتنا برہم ہو رہے ہیں اور فحش نگاری کر رہے ہیں۔

۴۔ آپ نے اپنی تحریر میں چوبیس گھنٹے تک حرام کاری کا الزام مجھ پر لگایا ہے اور مجھے گالی دی ہے آپ اپنی اس حرکت نامرضیہ پر شرمندگی ظاہر کیجئے اور معافی مانگئے ورنہ الزام ثابت کیجئے جب تک آپ ایسا نہیں کرتے ہیں آپ کی تحریریں اپنے لئے قابل توجہ نہیں سمجھوں گا۔

۵۔ آپ بار بار لکھتے ہیں کہ اپنے اکابر سے کفریات کے پہاڑوں کو ہٹائیے الحمد للہ ہمارے اکابر کا دامن کفریات سے پاک ہے حضرت بزرگ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے دامن کا کفریات سے پاک ہونا تمہید ایمان میں آپکے اعلیحضرت تسلیم کر چکے ہیں اور آپ باقاعدہ صاف دل سے ہمارے جوابوں پر غور کریں تو ہمارے اکابر کا سنی حنفی مسلم و مومن ہونا آپ پر آشکارا ہو جائے گا اور تمام عالم پر ہمارے اکابر کا سنی، حنفی، مسلم و مومن ہونا روز روشن کیطرح عیاں ہے بلکہ سنیت و حنفیت کے علمبردار دنیا کی نظروں میں ہمارے اکابر ہیں ۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہمیں یقین ہے کہ حرمین شریفین کی عظمت کے بارے میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے اور ہمارے اکابر کے دلوں میں حرمین شریفین کی محبت و عقیدت نقش لازوال بن کر نور افروز ہے، زمین کا وہ ٹکڑا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے مس کر رہا ہے اکابر علماء دیوبند کے نزدیک عرش سے افضل ہے۔ ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر ۔ نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

حرمین شریفین کی عظمت کے پیش نظر آپ کے اعلیٰ حضرت نے ہمارے اکابر کی اردو عبارتوں کا عربی میں غلط ترجمہ پیش کر کے علماء حرمین سے فتویٰ لیا اور مسلمانوں کو مغالطہ دیا، اپنی عافیت خراب کی، آپ نے بھی عربی ترجمہ میں گڑبڑ کے احتمال کی بنیاد پر عربی میں مناظرہ کرنے سے فرار اختیار کیا اور اپنی کم علمی اور عربی زبان سے ناواقفیت کا ثبوت مہیا کیا آپ کو فحش گفتاری اور بیہودہ سرائی میں کتنا ہی کمال حاصل ہو قاعدہ اور ضابطہ کے تحت مناظرہ کرنے کی قطعی صلاحیت نہیں ہے۔

مبادیٔ مناظرہ

آپ نے تحریری مبادیٔ مناظرہ کا جواب نہیں دیا ہے اور غلط بحث کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے مکمل جواب دیجئے

مناظرہ کے اندر کتاب کا نام لینا کافی نہیں ہوتا پورے حوالہ جات مع عبارت تحریر کیجئے چونکہ آپ بھی سنی حنفی ہونے کے مدعی ہیں اور ہم بھی سنی حنفی ہونے کے سچے دعویدار ہیں، اس لئے یہ طے ہونا ضروری ہے کہ آپ اہل سنت وجماعت حنفی کسے سمجھتے ہیں اور معتبر کتب اہل سنت آپ کن کو سمجھتے ہیں، لازمی ہے کہ مبادیٔ مناظرہ کی تحریر کا جواب دیں یا اگر مگر ہرگز نہ کیجئے گا، یہ طریقہ فرار کو ثابت کرتا ہے۔ فقط

نوٹ: جو تحریریں میرے پاس آئی ہیں وہ سب محفوظ ہیں۔

ارشاد احمد مبلغ دارالعلوم دیوبند

۸ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ بوقت ۸ بجکر ۳۰ منٹ شب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولوی محمد ادریس صاحب! بعد ما ہو المسنون آنکہ شرائط مناظرہ کے سلسلہ میں آپ نے میری لکھی ہوئی معقول شرطوں کو پورے طور پر تسلیم نہیں کیا ہے تو میں آپ کی لکھی ہوئی غیر معقول شرطوں کو کیوں تسلیم کرلوں، اس صورت حال کا تقاضہ یہ ہے کہ شرائط مناظرہ پر بھی بحث جاری رکھی جائے۔

ے پہلی اور دوسری شرط تسلیم ہو چکی ہے۔

۲۔ شرط ۲ کے سلسلہ میں آپنے لکھا ہے کہ آپکے اکابر کی کتب آپ پر حجت ہوں گی اور اعلیٰ حضرت بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی کتب مبارکہ ہمارے لیے حجت ہوں گی، قاعدہ کے مطابق آپ پر آپکے تمام اکابر کی کتب حجت ہوں گی کیا آپکے مولانا امجد علی، مولانا نعیم الدین مولانا حشمت علی، مولانا محبوب علی، مولانا مصطفےٰ رضا صاحب، مفتی احمد یار اور مولانا ارشد وغیرہ کی کتب آپ پر حجت نہیں ہیں؟ کیا یہ سب آپ کے علماء آپکے اعلیٰ حضرت کے راستہ سے ہٹ گئے، اس میں کیا راز ہے؟ کہ آپ صرف اعلیحضرت کی کتب کو حجت مانتے ہیں، یہ بھی آپکے فرار کی ایک شکل ہے، اب اگر ہم حدائق بخشش حصہ سوم کے وہ اشعار جو ام المؤ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توہین پر مشتمل ہیں آپکے سامنے پیش کریں اور آپکے علماء کا ان اشعار کو اعلیٰ حضرت کے اشعار ہونے کا جو اقرار ہے اسے سامنے لائیں تو آپ کا حال کیا ہوگا؟ آپ کا اعلیٰ حضرت کے علاوہ اپنے مذہب کے دوسرے علماء کی تصنیفات کا حجت نہ بنانا شکست کے مترادف ہے جب آپکے علماء کبار کی کتب آپ پر حجت نہیں ہیں تو خود آپ کی تحریریں بھی حجت نہیں ہونی چاہئیں اور آپ کو اپنے تحریری مناظرہ کا بھی اہل نہ ہونا تسلیم کر لینا چاہیئے، آپ نہ تسلیم کریں تو کیا ہوا، منصف مزاج عوام آپ کا اپنے ہی علماء کی کتب کو حجت نہ ماننا دیکھ کر آپ کی تحریروں کے ماننے سے انکار کر دیں گے۔

۳۔ شرط ۴ جو حکم کے سلسلے میں ہے اسے تسلیم کرتے ہوئے آپ کیوں گھبراتے ہیں، جبکہ تمام عوام کے ایمان کو حکم بنانا آپ تسلیم کرتے ہیں اور دارد غہ جی کے فیصلے کو بطور حجت پیش کر کے دارو غہ جی کو بھی فیصلہ کنندہ (حکم) مانتے ہیں پھر حکم کے لفظ سے کیوں چڑھتے ہیں، جبکہ علماء حرمین شریفین کے حکم بنانے کا مشورہ دارو غہ جی نے بھی دیا تھا آپ اسے مانتے ہوئے کیوں ڈرتے ہیں، مسجد نبوی اور مسجد حرام کے ائمہ کرام کو حکم مان لیجئے جن کے پیچھے دنیا کے مسلمان نماز پڑھنا باعث سعادت سمجھتے ہیں کیا

وہ آپ کے نزدیک بد دین ہیں جو انہیں حکم (جج) ماننے سے گھبرا رہے ہیں۔

۴۔ الاہم فالاہم کے تحت اکابر دیوبند زیر بحث نہیں آتے ہیں، بلکہ آپکے اعلیٰحضرت ہی کو یہ اہمیت حاصل ہے، کہ انہوں نے فتنۂ تکفیر مسلمین کھڑا کر کے اپنے قلم سے اہل اسلام کو کافر بنایا ہے، اور کفر ساز فیکٹری قائم فرمائی ہے جس کے ڈھلے ہوؤں کی کتب کو آپ حجت نہیں بنانا چاہتے، ہمارے اکابر کے دامنِ احتیاط و عفو میں پناہ لینا چاہتے ہیں مگر یہ پناہ اسی وقت ملے گی جبکہ کافر سازی کی غلط عادت سے توبہ فرمالیں آپکے اعلیٰحضرت ہی کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ انہوں نے ۱۳۲۰ھ میں ترجمہ قرآن مجید کے صـ۱۰۹ صـ۱۴۰ پر رسولوں کی شہادت کا اقرار کیا ہے، ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں:

"تم فرمادو مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لیکر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو۔"

اور صـ۱۴۰ پر سورۂ مائدہ رکوع ۱۰ کی آیت کلما جاء الخ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لیکر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں" اس ترجمہ میں اعلیٰحضرت نے رسولوں کی شہادت کا اقرار کیا ہے، اور الملفوظ حصہ چہارم صـ۲۷ پر رسولوں کی شہادت سے انکار کیا ہے۔ عبارت یہ ہے:

"رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا، انبیاء البتہ شہید کئے گئے، رسول کوئی شہید نہ ہوا۔" رسولوں کی شہادت کا اس عبارت میں انکار کر کے آیت قرآنی کے اس ترجمہ کا انکار کیا ہے جو خود ہی لکھا تھا جو کلام الٰہی کی ایک بات کا بھی انکار کرے وہ آپکے اعلیٰحضرت کے فتویٰ ہی سے کافر ہو جاتا ہے، وہ فتویٰ حسام الحرمین کے صـ۲۳ پر ہے ملاحظہ کیجئے۔ "کلام الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے، اگر کوئی ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ ملنے

تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے۔" دریافت طلب یہ امر ہے کہ اعلیٰحضرت کا رجوع آپ ثابت نہ کرسکیں گے اور رسولوں کی شہادت کے انکار پر اپنے اعلیٰحضرت کا خاتمہ ماننا ہوگا میں نے ۲۶ راکتوبر ۶۶ء کو بمقام بولیہ مدھیہ پردیش مذکورہ بالا تحریرات سے آپکے اعلیٰحضرت کا کفر ثابت کردیا تھا جسے آج تک کوئی بھی آپکے مذہب کا مولوی اٹھا نہ سکا، اگر آپ میں ہمت ہے تو آپ ہی اپنے اعلیٰحضرت پر پڑنے والے پہاڑ سے بڑے کفر کو اٹھاویں اور الاہم فالاہم کے تحت جو اہمیت انہیں حاصل ہے اس اہمیت کو ختم کردیں، ہم آپ کی شرط تسلیم کرلیں گے۔

الاہم فالاہم کے تحت یہ بھی آتا ہے کہ آپکے اعلیٰ حضرت حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کو امام الوہابیہ بہت سے مقامات پر لکھ چکے ہیں اور تقویۃ الایمان پر اعتراضات بیجا کئے ہیں، آخر آپ حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس ہی کو زیر بحث لانے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟ آپ کا یہ اصرار بھی ہم کو منظور ہے ہم جوابات روانہ کر رہے ہیں، مگر آپ کو تقویۃ الایمان بھی بغل میں دبائے رکھنی ہوگی، انشاء اللہ شہیدؒ کی کرامت سے آپ اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کا عقیدہ بھی انبیاء، ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ پر ثابت نہ کرسکیں گے، ہمیں بڑا تعجب ہے کہ جناب نے تقویۃ الایمان کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ فقط

ارشاد احمد مبلغ دارالعلوم دیوبند

۸ رمحرم الحرام ۱۳۹۰ھ بوقت ۷ ربجکر ۱۰ منٹ شب

پس منظر ۱۔ بریلوی صاحبان نے مکہ شریف و مدینہ شریف کے علما کو حکم (حج) ماننے سے زبانی صاف انکار کیا تھا اور تحریر میں اگر مگر کے ساتھ انکار کیا ہے اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ اپنے مجمع کو خصوصی نصیحت کر گئے ہیں کہ ... کے فیصلے پر راضی نہ ہونا، وہاں وہابیوں کا زور ہے۔

۲۔ بریلوی صاحبان اپنے اعلیٰ حضرت پر واقعی اعتراض سننا نہیں چاہتے ہیں اور اہل حق کے بزرگوں کو کافر کہنے میں بالکل بے لگام ہیں، اسی لئے مذکورہ تحریر کا جواب آخر تک نہیں دیا اور موضوع و شرائط طے نہ ہونے پائے تھے کہ اعتراضات کی تحریر بھیج دی۔ اہل حق نے جوابات دیدیئے اور اعتراضات بھی روانہ کر دیئے پھر صدائے برنخاست کوئی جواب نہ آیا، تحریریں پڑھئے:

اہل باطل کی تحریریں

لہ الحمد و علیٰ حبیبہ و صحبہ و الصلوٰۃ والسلام

جناب مولوی محمد ارشاد احمد صاحب! بعد ما ہو المسنون آنکہ!

اس تحریر ذیل سے ہم مناظرہ کا آغاز کرتے ہیں، کچھ ہمت ہو تو آئیے اور اپنے اکابر کے سر سے ان کفریات کو اٹھائیے، مندرجہ حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی صف" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم غیب سے مراد بعض علم غیب ہے یا کل؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید عمر بکر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

جس کا صاف صریح مطلب بے ہیر پھار، بے گنجائش تاویل و انکار یہی اور صرف یہی ہوا کہ حضور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام غیبوں کا علم تو ہے نہیں اور جو بعض غیبوں کا ہے تو اس میں حضورؐ کی کچھ خصوصیت نہیں، ایسا علم غیب تو ہر شخص بلکہ ہر بچہ ہر پاگل، ہر جانور، ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

خلیل احمد انبہٹی اور رشید احمد گنگوہی کی براہین قاطعہ صفہ شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں" حالانکہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس کا رد کرتے ہیں کہ جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں

صحیح نہ شدہ" یعنی اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس کی روایت صحیح نہیں ہے، نیز اس کتاب کے ص۵۱ پر ہے"

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

جس کا صاف صریح بے پھیر پھار بے گنجائش تاویل وانکار مطلب یہی ہے اور صرف یہی ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کا وسیع وزائد ہونا تو قرآن عظیم وحدیث شریف کے کھلے ہوئے ارشادوں سے ثابت ہے۔ لیکن رسول اللہ فخر کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا وسیع وزائد نہ ہونا قرآن وحدیث کے کھلے ہوئے فرمانوں سے ثابت ہے، شیطان و ملک الموت کے علم کو وسیع وزائد ماننے والا تو مومن ومسلمان ہے لیکن فخر کائنات صلی المولیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کو وسیع وزائد ماننے والا مشرک بے ایمان ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) ختم نبوت کے متعلق تین مسئلے ضروریات دین سے ہیں، پہلا یہ کہ آیت کریمہ میں "خاتم النبیین" کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں، دوسرا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کسی کو نبوت ملنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ختم نبوت کے خلاف ہے، تیسرا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کو نبوت ملنا ختم نبوت کے منافی ہے نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس ص۳ پر لکھا ہے کہ:

"عوام کے خیال میں رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول

اللہ خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔"

اس عبارت میں صاف لکھدیا کہ خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں، بلکہ اگر یہ معنی ہوں تو کلام الٰہی صحیح نہ رہے گا، پہلے مسئلہ کا انکار ہوا صـ۱۴ پر لکھا ہے۔" اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" اس عبارت میں صاف کہدیا کہ حضورؐ کے زمانے میں کسی اور نبی کا پیدا ہونا ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہیں، یہ دوسرے مسئلے کا انکار ہوا صـ۲۸ پر لکھا کہ:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" اس عبارت میں صاف کہدیا کہ حضورؐ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا حضورؐ کے وصف خاتم النبیین کے مزاحم و منافی نہیں، یہ تیسرے مسئلے کا انکار ہوا، انہی اقوال کفریہ کی بناء پر ہمارے اور آپ کے درمیان زیر دست اصولی اختلاف ہے کہ جس کی بنا پر ہم اہلسنت آپ کو اور آپ کے اکابر کو کافر مرتد بے دین کہتے ہیں اور آپ اپنے اکابر کو مسلمان ثابت کرنے سے عاجز و مجبور ہیں اور حسام الحرمین الشریفین آپکے ان کفریات پر ایسا ضرب کاری ہے جس سے وہابیت دیوبندیت ذبح ہو کر رہ گئی، یہی وجہ ہے کہ مناظرہ سے پیچھا چھڑانے کے لئے آپ لوگ حیلہ بہانے تلاش کر رہے ہیں اور عوام نے آپکے عجز و فرار کو خوب جان لیا اب آپ کا کوئی حیلہ بہانہ کام نہ آئے گا۔

والسلام علی اہل الصدق والایقان

محمد ادریس رضا رضوی حشمتی غفرلہٗ، ۱/ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۷۷ء شب دوشنبہ مبارکہ

اہل باطل کی دوسری جاہلانہ تحریر

حامداً و مصلیاً: جناب مولوی ارشاد احمد صاحب مبلغ دار العلوم دیوبند! بعد ما ہو المسنون آنکہ تحذیر الناس کے کفریات قطعیہ

آپ کو روانہ کئے جاچکے ہیں اب اس وقت تحذیر الناس کے کفر کی مزید تائید و تصدیق ملاحظہ کیجئے۔

مرتد قاسم نانوتوی اپنی کتاب تصفیۃ العقائد کے ص۳۱ پر لکھتا ہے:

"اس وقت اور نبیوں میں جو انبیاء آپ کے مشابہ ہوں گے ان کی مشابہت ایسی ہوگی جیسے عکس آفتاب جو آئینے میں ہوتا ہے ہوبہو آفتاب کے مشابہ ہوتا ہے اور پھر سب جانتے ہیں کہ آفتاب اصل ہے اور عکس آفتاب اسی کا پرتو ہے" اس عبارت ملعونہ میں صاف صریح بے پھیر پھار بے تاویل انکار کھلم کھلا بکدیا کہ اس زمانہ میں بھی نبی بہت سے پیدا ہوں گے، ان میں سے کچھ حضرت آدم شفیع اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کے، کچھ حضرت نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے، کچھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے، کچھ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے، کچھ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہوں گے، ان نئے پیغمبروں جدید نبیوں میں کچھ وہ بھی ہوں گے جو حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بالکل بعینہٖ مماثل ومشابہ ہوں گے، جیسے آئینہ میں آفتاب کا عکس آفتاب کا پرتو ہوتا ہے لیکن ہوبہو آفتاب کے بالکل مشابہ ومماثل ہوتا ہے، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ لاکھ پر مدعی کی بھاری گواہی یہ کہ اس کفر ملعون اور ارتداد خبیث کو اسی صفحہ میں تحذیر الناس کی ساری بکواس کا نچوڑ بتایا ہے، حلو چھٹی ہوئی۔ اب نہ تو ختم نبوت کی دو قسمیں ختم ذاتی و ختم زمانی گھڑنے کی ضرورت نہ ختم نبوت ختم زمانی میں حصر کرنے کو خیالِ عوام بتانے کی حاجت، نہ اگر کہنے کی احتیاج نہ بالفرض کے قید کی محتاجی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد نئے پیغمبر جدید انبیاء صرف یہی نہیں کہ ہو سکتے ہیں بلکہ ہوں گے اور ان میں شفیع اللہ نجی اللہ خلیل اللہ کلیم اللہ روح اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ہر ایک کے مثل اور مانند بھی

ہوں گے اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پر تو حضور کے بالکل ہی مشابہ و مماثل بھی ہوں گے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

جناب مولوی ارشاد صاحب آپ کی سہولت کے پیش نظر نصیحۃ العقائد کی عبارت بھی پیش ہے تاکہ آپ کی تاویل نئی یا پرانی اس کی اس کی جو بھی دیں لکھیں اس کا مزاحمت وتصادم اس سے نہ ہو۔ والسلام علیٰ صاحب الهدایہ ومطیع القرآن

محمد ادریس رضا رضوی حشمتی غفرلہٗ شب سہ شنبہ ۸ محرم الحرام مطابق ۱۹ ار ۱۹۷۱ء

اہل حق کی جوابی تحریریں

اہل باطل کی اوپر والی دونوں تحریریں کافی دقفہ سے آئی تھیں، ایک ساتھ اس لئے نقل کر دی گئیں تاکہ ان کے تمام اعتراضات جو وہ اس مناظرہ میں پیش کر سکے آپ کے سامنے آجائیں، ہم جوابی تحریریں نقل کرنے سے پہلے چند ضروری باتیں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ کسی مسلمان کے ساتھ بدگمانی نہ کرو حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے اگر وہ کافر نہیں ہے تو یہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو کافر کہتا ہے اگر وہ کافر نہیں ہے تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے، فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی کسی بات میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں تو اس کو کافر نہ کہو، ہر شخص جانتا ہے کہ لکھنے والا جو مطلب اپنی عبارت کا بیان کرے وہی مطلب صحیح ہوتا ہے ان تمام حدیث وفقہ اور عقلی فیصلوں کے خلاف بریلی کے مولانا احمد رضا صاحب (علیہ ما علیہ) نے ہندوستان کے بڑے بڑے علماء کرام کو کافر لکھا، ان کی اردو کتابوں کا غلط کفریہ مطلب نکالا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے فتوے سے خود ہی کافر

ہوئے جاتے ہیں، جب انہوں نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ علیہم الرحمہ کو کافر کہا اور فتویٰ لکھا جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور پھر خود ہی امام الطائفہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تمہید ایمان میں لکھ دیا کہ:

"امام الطائفہ (مولانا) اسمٰعیل (شہید) دہلویؒ کے کفر کا فتویٰ نہیں دیتا یہی احوط ہے یہی درست ہے اسی پر اعتماد ہے اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔"

اب سوچئے حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی خاں صاحب بریلوی کے بقول سب علماء دیوبند کے سردار ہیں اور احتیاط انہیں کافر نہ کہنے میں ہے، اب اوپر ذکر کئے ہوئے فتوے کو اس قول کے ساتھ ملائیے، نتیجہ یہ نکلے گا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ ما علیہ ہی پر ان کا کفر الٹ کر پڑے گا، حدیث شریف جو اوپر ذکر کی گئی اس کی صداقت کا مشاہدہ ہو گیا کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والے شخص پر اس کا کفر الٹ کر واقع ہو گیا۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ

میں تمام مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس بریلوی (رضاخانی) فرقہ نے جن حضرات علماء کرام کو کافر کہا ہے ان حضرات نے السحاب المدرار، نزھۃ الخواطر، توضیح البیان، قطع الوتین وغیرہ رسالے لکھ کر شائع کئے اور صاف صاف بیان کیا کہ ہمارے عقائد اہل سنت وجماعت کے عقائد ہیں اور جن کفریہ باتوں کو ہماری طرف منسوب کیا جا رہا ہے ہم ان سے پاک ہیں، علماء عرب، حجاز، مصر، شام، حلب دمشق کے فتووں کا اردو ترجمہ التصدیقات لدفع التلبیسات کے نام سے عرصہ ہوا چھپ چکا ہے، جس میں علماء دیوبند کی صفائی خوش عقیدگی کھلے طور پر موجود ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جن کی بزرگی ولایت خانصاحب بریلوی علیہ ما علیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے انہوں نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت مولانا

محمد قاسم نانوتوی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہم کو مرید کیا، انہیں خلافت عطا فرمائی اور ایک موقع پر فرمایا کہ اگر اللہ پاک مجھ سے فرمائیں گے کہ کیا کما کر لائے ہو تو قاسم اور رشید کو پیش کر دوں گا، اور پھر یہ بھی دیکھئے جن حضرات علماء دیوبند کو کافر کہا جا رہا ہے انہوں نے دین کی اس دور میں سب سے زیادہ خدمت کی ہے، تفسیر و حدیث، فقہ و تصوف، سیرت وغیرہ پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں جن سے ہر طبقہ کے مسلمان فائدہ اٹھا رہے ہیں، ان کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کے قائم کئے مدارس، تعلیم و تبلیغ کے مراکز چاروں طرف موجود ہیں کسی بھی شخص سے جس کا دل بغض و عناد سے خالی ہو وہ خدا کا خوف رکھتے ہوئے، قبر و حشر کا ہولناک منظر تصور کرتے ہوئے سوچے اور غور کرے کہ حضرات علماء دیوبند کے بارے میں بریلوی (رضاخانی) گروہ کے فتویٰ کو ماننے کے بعد دنیا میں کون مسلمان باقی رہ جائے گا۔؟ جو لوگ علماء دیوبند کو کافر کہتے ہیں وہ سنجیدگی سے اگر انہیں نصیب ہو تو تنہائی میں غور کریں، انشاء اللہ ان کا دل بھی گواہی دے گا، وہ جو کچھ کہتے ہیں جھوٹ ہے تہمت ہے الزام ہے، اس ضروری تمہید کو پڑھ کر اس سے پہلے نقل کیجانے والی اہل باطل کی تحریریں پڑھئے جن میں اپنے مخالفوں کے نام تک بد تہذیبی سے لکھے گئے ہیں اور ان پر وہی الزامات انہی کتابوں کے حوالے سے لکھے گئے ہیں جن کے جوابات خود وہ حضرات اپنی زندگی میں اور ان کے ماننے والے اور عرب و عجم کے مستند علماء دے چکے ہیں، چھپی ہوئی کتابیں موجود ہیں، یہ بڑی بے حیائی اور عناد آمیز حرکت ہے کہ جن باتوں کی وضاحت سیکڑوں مرتبہ تحریروں اور تقریروں میں کی جا چکی ہے انہیں کو بار بار دہرا کر اور لکھ کر حقیقت نہ جاننے والوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے، ہم جوابات لکھنے کے بجائے جوابی کتابوں کے نام ہی لکھ دیتے کافی تھا مگر نہ جاننے والے یہ سمجھتے کہ کوئی جواب نہیں تھا اس لئے نہیں لکھا گیا، ہم محض غلط فہمی کا ازالہ کرنے

کے لئے اوپر نقل کی گئی جاہلانہ تحریروں کے جو جوابات دیئے گئے تھے پیش کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولوی محمد ادریس رضا صاحب۔ بعد ماھو المسنون

آنکہ ہم اس تحریر کے ذریعہ آپکے اعتراضات کے جوابات کی ابتدا کر رہے ہیں آپ نے سب سے پہلے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی چشتی نقشبندی قادری سہروردی کی تصنیف لطیف حفظ الایمان پر اعتراض نقل کیا ہے، اس اعتراض کا جواب علماء دیوبند اپنی تقریروں تحریروں کے ذریعہ برابر دیتے رہے ہیں، مگر آپ لوگ جھوٹے الزام کی تکرار کئے جا رہے ہیں، خود مولانا تھانوی ؒ سے اس عبارت کے سلسلے میں سوال کیا گیا تھا آپ نے جواب دیا تھا کہ:

"میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گذرا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا کنایتاً یہ بات کہے اس کو میں اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(بسط البنان ضمیمہ حفظ الایمان)

ع　تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

یعنی کتاب کا جو مطلب مصنف بیان کرے وہی ٹھیک ہوتا ہے جب حضرت تھانوی ؒ نے وضاحت فرما دی اعتراض ختم ہو گیا اب اعتراض دہرائے جانا صرف ہٹ دھرمی ہے، آپنے حفظ الایمان کی عبارت نقل کرنے کے بعد جو صاف صریح مطلب اپنی عبارت میں نقل کیا ہے وہ آپ کا اپنا گڑھا ہوا مطلب ہے وہ اس عبارت سے ظاہر نہیں ہوتا جو آپنے نقل کی ہے، اہل فہم کتاب حفظ الایمان پڑھ کر خود ہی سمجھ لیں گے کہ آپنے عبارت کا مطلب بیان کرنے میں خیانت کی ہے حفظ الایمان کی عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ حضرت فرماتے ہیں "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب

کا حکم کیا جانا (آنحضرت صلی اللہ کو عالم الغیب کہنا اور آپ کی ذات قدسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت (اس زید سے) یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد (اس غیب سے جو لفظ عالم الغیب میں واقع ہے اور جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ کو عالم الغیب کہتا ہے) بعض غیب ہے یا کل غیب (یہاں حضرت مولانا اس شخص سے جو حضور کو عالم الغیب کہتا ہے اور اس کو جائز سمجھتا ہے جس کا فرضی نام زید ہے دریافت فرما رہے ہیں کہ تم جو حضور کو عالم الغیب کہتے ہو تو کس اعتبار سے، آیا اس اعتبار سے کہ حضور کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا علم ہے) اگر بعضے علوم غیبیہ مراد ہیں (یعنی حضور کو بعض علوم غیب کی وجہ سے عالم الغیب کہتے ہو اور تمہارا یہی اصول ہے (کہ جس کو غیب کی بعض باتیں بھی معلوم ہوں اس کو تم عالم الغیب کہو گے) تو اس میں (یعنی مطلق بعض علم کے غیب کے علم ہیں اور اس کی وجہ سے عالم الغیب کہتے ہیں) حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا (بعض) علم غیب (کہ کسی کے عالم الغیب کہنے کے لئے جس کی تم ضرورت سمجھتے ہو یعنی مطلق بعض مغیبات کا علم) تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ (تمہارا اس اصول کی بنا پر کہ مطلق بعض علم غیب کے علم کی وجہ سے بھی عالم الغیب کہا جا سکتا ہے) سب کو عالم الغیب کہا جائے۔"

قوسین کے درمیان وضاحت کرتے ہوئے اصل عبارت کو تشریح کے ساتھ نقل کر دیا گیا ہے آپ یہ فریب کیوں دے رہے ہیں کہ لفظ ایسا سے مطلق بعض غیب کے بجائے علوم نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو مراد لے رہے ہیں اور کفر گڑھ کر فتوی لگا رہے ہیں حضرت تھانوی کی جیسی عبارت ہے ایسی ہی عبارت شرح مواقف علی الموقف السادس فی النبوی میں ہے جب کوئی عربی دانی میں مہارت رکھنے والا مخاطب ہو گا پیش کر دی جائے گی آپ کے خانصاحب فاضل بریلوی نے بھی تمہید ایمان ص۳۴ پر تحریر فرمایا ہے

"حضور کا علم بھی جمیع معلومات الٰہی کو محیط نہیں" اس عبارت میں حضور کے لئے صرف بعض علوم ہونے کا اعتقاد ظاہر کیا ہے اور فاضل بریلوی الامن والعلی ص۱۶۰ پر لکھتے ہیں "اظہار غیب نوادلیاء کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی" "ہم پر بھی" جملے پر غور کریں جس میں اظہار غیب اپنی اور تمام انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفت مانی ہے کیا ہم یہ کہیں کہ آپ کے اعلیٰحضرت نے اپنے غیب داں ہونے کا اظہار کرکے اپنے کو جمیع انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ قرار دیکر تمام انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی ہے تو آپ کیا جواب دیں گے، فما ھو جوابکم فھو جوابی۔ غرضیکہ عبارت کا غلط مطلب آپنے نکالا ہے حضرت تھانوی کی عبارت کا صحیح مطلب اور حضرت کا شائع شدہ اعلان میں نے پیش کر دیا کہ ایسے خبیث مضمون کو حضرت تھانوی نے نہیں لکھا ہے جو ان کی طرف نسبت کرتا ہے، وہ غلط گو اور بہتان تراش ہے۔

براہین قاطعہ پر کئے گئے اعتراض کا جواب

آپنے عبارت قطع وبرید کرکے پیش کی ہے آپ کو الزام تراشی کرنی تھی اسی لئے آپنے یہ حرکت کی ہے ورنہ براہین قاطعہ ص۲ پر عبارت موجود ہے کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم کے تقرب اور شرف کمالات میں کسی کو آپ کا مماثل نہیں مانتا" تقرب کا ترجمہ ہے نزدیکی، اور شرف کمالات کا ترجمہ ہے کمالوں کی بزرگی، مولانا فرمارہے ہیں کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بزرگی کا کمال اور بارگاہ خداوندی میں نزدیکی کا مقام کسی کو بھی حاصل نہیں ہے پھر مولانا خلیل احمد صاحب براہین قاطعہ میں نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اس مفہوم کی عبارت کیسے لکھ سکتے ہیں جو آپ کی تحریر میں موجود ہے آپنے جو عبارت نقل کی ہے وہ کئی مقامات کی ہے اور نامکمل ہے آپ مکمل عبارت نقل کرکے اعتراض کریں اور لکھیں کہ آپ کا اعتراض کیا ہے؟

تو جواب بھی تفصیلی دیا جائے، مختصر یہ ہے کہ اس عبارت میں "علم محیط زمین" کا فقرہ موجود ہے جس سے سمجھا یا جا سکتا ہے کہ روئے زمین کے حالات کے علم کو بیان کیا گیا ہے اور صاف مطلب یہ ہے کہ شیطان گمراہ کرنے کے لئے ہر جگہ پہنچ جاتا ہے اور ملک الموت بھی ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں، شیطان پر نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اعلیٰ کو قیاس نہیں کرنا چاہیئے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب پر اعتراض کرنے کے بجائے مولوی عبد السمیع مصنف انوار الساطعہ اور آپ کے اعلیحضرت پر اعتراض ہونا چاہیئے، جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم عالیہ کو شیطان کی معلومات کو قیاس کرتے ہیں، شیطان کے علم سے مشابہت دینے والے مصنف انوار الساطعہ اور تائید کرنے والے فاضل بریلوی ہیں، اور اعتراض کرتے ہیں براہین قاطعہ کے مصنف پر جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کی خاطر آپ کے کمالات کا قیاس کمتر چیزوں سے نہیں کرنا چاہتے، یا للعجب محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہوتا ہے اور گستاخ مصنف انوار الساطعہ محبوب ہے ؎

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں ✧ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تحذیر الناس پر واقع ہونیوالے اعتراض کا جواب

جناب نے لکھا ہے کہ ختم نبوت کے متعلق تین مسئلے ضروریات دین سے ہیں، جناب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ تین عقیدے ہیں صرف مسئلے نہیں ہیں، آپ اصطلاحات شرعیہ سے بھی ناواقف معلوم ہوتے ہیں اور مناظرہ کے لئے قلم اٹھایا ہے آپ کی اس ناواقفی پر متوجہ کرنے کے بعد میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ پر آپ اور آپ کی جماعت نے وہ ظلم عظیم کیا ہے جس کی مثال نہیں ملتی ہے حضرت نانوتویؒ نے تحذیر الناس کی تصنیف ہی اسی لئے کی تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر اعتبار سے خاتم النبیین ہیں، آپ کو ہر قسم کی خاتمیت حاصل ہے آپؐ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں آپؐ پر تمام کمالات کا خاتمہ ہو چکا ہے، آپ زمانہ

اور کمال اور جمال کے اعتبار سے خاتم ہیں، آخری نبی مرسل ہیں، تمام کمالات وفضائل جو مخلوق کے لئے ممکن ہیں وہ سب سے زائد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں، کتنا بڑا ظلم ہے کہ جن عقائد کو دلائل واضحہ سے ثابت کرنے کے لئے تحذیر الناس تصنیف فرمائی تھی انہیں عقیدوں کا انکار تحذیر الناس کی عبارتوں سے نکالا جارہا ہے تحذیر الناس ص۹ تا ۱۰ کو اگر سمجھنے کی صلاحیت ہو تو پڑھئے جس میں بیان کئے علمی مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے اعتبار سے بھی آخری نبی ہیں۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراتب ودرجات کے اعتبار سے بھی آخری نبی ہیں اب کسی کو آپ سے اونچا درجہ اور بڑا رتبہ نہیں ملے گا۔ (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی اعتبار سے بھی خاتم ہیں آپ کا وصف نبوت ذاتی ہے، آپ کا وصف رسالت ذاتی ہے، آپ کو بلا وسیلہ اور بلا واسطہ نبوت ملی ہے، غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وفضائل کو نقلی وعقلی دلائل سے تحذیر الناس میں بیان کیا گیا ہے

(آپ نے جن عبارتوں کو اعتراض کے لئے نقل کیا ہے ان کی وضاحت نمبروار یہ ہے:)

(۱) تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ صرف زمانے کے اعتبار سے آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے، آپ ہی بتلائیں کیا آپ صرف زمانے کے اعتبار سے حضور کو آخری نبی مانتے ہیں اور کمالات وفضائل کے اعتبار سے آخری نبی نہیں مانتے کیونکہ خاتم ذاتی اور خاتم مرتبی کا مفہوم عوام نہیں سمجھتے ہیں صرف خاتم زمانی کا مفہوم سمجھ پاتے ہیں اس لئے عوام کا خیال صرف خاتم زمانی ہونا بتلایا ہے

(۲) دوسری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوں گے اور اگر پیدا ہونا ہوتا پھر بھی خاتم مرتبی اور خاتم ذاتی ہونے پر کوئی اثر نہ پڑتا نہ خاتم زمانی پر اثر پڑتا، آپ نے دو خیانتیں کی ہیں، اول یہ کہ احتمال کو امر واقع مان لیا، دوسرے خاتم کے جزئی مفہوم کے عدم پر کلی مفہوم کے عدم کو قیاس کر لیا

حدیثِ پاک (لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ) سے کیا حضرت عمرؓ کا نبی ہونا ممکن مانا جائے گا؟ (حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے) اس حدیث سے قادیانیوں کی طرح آپ حضورؐ کے بعد نبی ہونا کیا ممکن تسلیم کریں گے، فرضی قصہ کو آپ واقعی کیوں بنا رہے ہیں، ایسا کریں گے تو آیت لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا سے شرک کو بھی آپ جیسے لوگ جائز سمجھ لیں تو کیا عجب ہے اور خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت ذاتی کا مفہوم آپ پہلے کسی طور پر سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد ہی یہ سمجھ سکیں گے، حضرت نانوتویؒ کی عبارت میں کس چیز کی نفی ہے اور کس چیز کا اثبات ہے ص۲۵ کی عبارت کے (بالفرض) والے فقرے پر غور کریں، اور خاتمیتِ محمدیؐ سے خاتمیت کا کون سا مفہوم مراد ہے؟ یہ متعین ہو جانے کے بعد آپ کا اور آپکے ہمنواؤں کا اعتراض دہرایا جانا اور کتاب کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا بہتان اور ظلم ہے، آپ خوب سمجھ لیں اور سمجھ میں نہ آئے تو اپنی کم علمی پر افسوس کریں کہ حضرت نانوتویؒ نے خاتم کے مفہوم کو خاتم زمانی میں منحصر ہونے کو عوام کا خیال بتایا ہے، خاتم زمانی کا انکار نہیں فرمایا ہے، آپکے اندر کچھ ہمت ہے تو آپ ہی خاتم زمانی میں خاتم کے مفہوم کا منحصر ہونا ثابت کر دیجئے۔ حضرت نانوتویؒ کا عقیدہ تحذیر الناس میں یہ بیان ہوا ہے کہ جو کچھ نعمت روحانی یا جسمانی، دنیوی یا دینی، ظاہری یا باطنی کسی کو ملی ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے ہی سے بارگاہ خداوندی سے ملی ہے۔ آپ کو اگر یہ اعتقاد تسلیم نہیں ہے تو مطلع کیجئے اور دلائل قطعیہ دیجئے، کج بحثی سے کیا فائدہ، اتنی ہمت تو ہے نہیں کہ قادیانیوں نے جو حملہ نبوت پر کیا ہے اس کا مقابلہ کریں اور حضرت نانوتویؒ اور ان کے متبعین جو ناموس رسالت پر جانیں قربان کر رہے ہیں ان پر الزام تراشی کی جا رہی ہے۔ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

آپکے اعتراضات کے جوابات مختصر طور پر دیئے گئے تفصیل ہمارے علماء کرام کی کتابوں میں موجود ہے، دیکھئے "الجنۃ لاهل السنۃ" اور "فیصلہ کن مناظرہ" اور "علماء اہلِ سنت

اور علماء اہل بدعت کے مناظروں کی روداد یں، دماغ روشن ہو جائے گا۔

ارشاد احمد مبلغ دارالعلوم دیوبند ۸ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ بوقت ۸ بجے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولوی محمد ادریس رضا صاحب بعد ماھو المسنون انکم

آپکے روانہ کردہ اعتراضات کے جوابات جاچکے ہیں اور آپکے اعلیحضرت پر واقع ہونیوالے اعتراضات بھی بھیجے جاچکے ہیں جن کے جوابات مکمل طور پر مطلوب ہیں آپ نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رح کی تصنیف لطیف تصفیۃ العقائد کی ایک عبارت پیش کرکے اعتراض کیا ہے، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رض کا قول نقل فرماکر حضرت رضا وحکمت بیان فرمائی ہے، آپ کو عذاب سے ڈرنا چاہیئے کہ علماء دیوبند کو مرتد قرار دینے کے شوق موروثی میں آپنے کتنا بڑا جرم کیا ہے؟ اور خود اپنے قلم سے اپنی ذات پر کفر واقع کرلیا ہے یہ حضرت نانوتوی رح کی کرامت ہے آپ آنکھوں سے پردہ غفلت اٹھاکر پڑھے۔

۱۔ کسی صحابی مکرم رض کا غیر قیاسی قول حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے، عبداللہ ابن عباس رض کے جس قول کے مفہوم پر آپ اعتراض کررہے ہیں وہ غیر قیاسی ہے اس لئے حدیث پاک نبی ﷺ کے حکم میں ہے

۲۔ جو شخص حدیث نقل کرنے پر یا حدیث کی تفہیم پر کفر کا فتویٰ دے وہ خود کتنی لعنتوں کا مستحق ہوگا یہ آپ اپنے بڑوں سے پوچھئے گا یا عوام سے پوچھئے جن کو آپ حکم بنا چکے ہیں۔

۳۔ کفر ملعون اور ارتداد خبیث کا حکم آپ کس پر لگارہے ہیں، خدا کی شان ستاری ہے جو آپ پر عذاب نازل نہیں ہوا، خوب یاد رکھیے صحابہ کرام رض اور سب کے آقا و مولی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں کے چہرے مسخ کردیئے جاتے ہیں قبر میں قبلہ کیجانب سے چہرہ پھرا دیا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ

حضرت ابن عباس رض کا ارشاد

إِنَّ اللهَ خَلَقَ سَبْعَ أَرَضِيْنَ وَفِي كُلِّ أَرْضٍ آدَمَ كَآدَمِكُمْ وَنُوْحٌ كَنُوْحِكُمْ وَإِبْرَاهِيْمُ كَإِبْرَاهِيْمِكُمْ وَعِيْسٰى كَعِيْسٰكُمْ وَنَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے سات زمین پیدا فرمائیں ہر زمین میں تمہارے آدم جیسے آدم ہیں اور تمہارے نوح جیسے نوح ہیں اور تمہارے ابراہیم جیسے ابراہیم اور تمہارے عیسیٰ جیسے عیسیٰ ہیں اور تمہارے نبی جیسے نبی ہیں، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

اس اثر کو علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح البخاری میں نقل فرمایا ہے ملاحظہ کیجئے اخرج الحاکم فی المستدرک عن طریق غنام النخعی عن علی ابن حکیم عن شریک عن عطاء ابن السائب عن ابی الضحیٰ عن عبد اللہ ابن عباس قال فی کل ارض نبی کنبیکم و آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و عیسیٰ کعیسٰکم و قال صحیح الاسناد

اور تفسیر درمنثور میں ہے، عن ابن عباس فی قولہ ومن الارض مثلھن قال لو حدثتکم بتفسیرھا لکفرتم وکفرکم تکذیبکم بھا و رواہ البیھقی عن طریق ابی الضحیٰ عن ابن عباس ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم و آدم کآدمکم و نوح کنوح و ابراھیم کابراھیم و عیسیٰ کعیسیٰ:

مذکورہ تمام عبارات میں حضرت ابن عباسؓ کے اثر کو تسلیم کیا ہے اب آپ ہی بتلائیے کہ آپ نے اکابر دیوبند کی دشمنی میں کس کس کو کافر مرتد بنایا ہے؟ العیاذ باللہ، اور پڑھئے حضرت عارف منیریؒ کے مکاتیب میں ہے "اگر خواہد در ہر لحظہ صد ہزار چوں محمد بیافریند (یعنی اگر خدا تعالیٰ چاہے تو پلک جھپکتے میں سو ہزار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پیدا فرما دے) اب ہم پوچھتے ہیں کہ آپ حضرت ابن عباسؓ ابن حجر عسقلانیؒ، امام بیہقیؒ اور حضرت عارف منیریؒ پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔ شعر

یوں نظر ڈالو نہ برچھی تان کے　؛　اپنے بیگانے ذرا پہچان کے

اس اثر پر کم علموں کو جو اشتباہ ہو سکتا تھا اسے دور کرنے کے لئے حضرت

نانوتوی ؒ نے مثال دیکر سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ
میں فرمایا گیا کہ سات آسمانوں کی طرح زمینیں بھی ہیں حضرت ابن عباس رضؓ نے
تفسیر فرمائی کہ سات زمینوں میں سے ہر ایک زمین میں ہماری زمین جیسے پیغمبر ہیں اس
ارشاد پر شبہ ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کا موجود ہونا سمجھ میں نہیں
آرہا ہے، اس شبہ کا جواب حضرت نانوتوی ؒ نے مثال دیکر سمجھایا کہ جیسے سورج ایک
ہی ہوتا ہے اور جتنے آئینے سامنے رکھے جائیں سب میں سورج نظر آئیں گے وہ اصلی سورج
کے مثل معلوم ہوں گے مگر اصلی سورج ایک ہی مانا اور کہا جائے گا، اسی طرح اصل میں ذاتی طور
پر وہی پیغمبر مستقل وجود رکھتے ہیں جو ہماری زمین میں ہیں باقی زمینوں کے پیغمبر
شبیہہ اور عکس ہیں جن کا وجود اصل کے تابع اور اس کی نقل ہے مستقل الگ وجود
نہیں ہے اس مثال سے شبہ بھی دور ہو گیا اور ابن عباس رضؓ کے قول اور دوسری روایات
میں تطبیق بھی ہو گئی، یہ حضرت نانوتوی ؒ کا کمال علمی ہے کہ انہوں نے مثال دیکر تمام
روایتوں میں تطبیق فرمادی یہ ان کی بزرگی ہے، یہ ان کے ایمان کا کمال ہے کہ تمام روایتوں
پر یقین رکھتے ہیں اور ظاہری تعارض کو دور کر کے حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں۔

آپ کو نہ اثر کا پتہ ہے نہ اس کے ماخذ کا علم ہے نہ آپ علماء و حکمائے اسلام کے
حکمت آمیز کلام اور تشریحی تمثیلات کو سمجھتے ہیں بس روافض کی تقلید کرتے ہوئے
تبرا بازی اور سب و شتم اپنا مذہب بنائے ہوئے ہیں، مثنوی اتفاقی جو کہ حضرت
شاہ حمزہ کے والد ماجد اچھے میاں صاحب پیرزادہ مارہرا نے لکھی ہے، جس گھر کے
آپ کے بڑے بڑے حضرات بریلوی غلام ہیں اسی مثنوی کے دفتر پنجم کے مندرجہ ذیل اشعار
میں اسی قسم کا مضمون ہے، آپ ان پر کیا فتویٰ لگائیے گا، اشعار فارسی میں ہیں نقل کرتا
ہوں، ترجمہ ہمارے مدرسے کے کسی طالب علم سے دریافت کر کے غور کیجئے گا۔

در شب معراج دیدہ مصطفیٰ ؐ صد ہزاراں اختراں بے انتہاء

می روند اینہا قطار اندر قطار　لانہایت روز و شب بے انتظار
ہست در صندوق بار ہر شتر　یک ازاں سوداگراں سو سر بسر
در ہمہ صندوق یک یک عالمے است　ہم چوں ایں عالم در اینجا کہ یکے است
چوں محمد در ہمہ صندوق داں
ہم کلیم اللہ عیسیٰ اندر اں

آپکے اعتراضات کے جوابات بہت واضح میں نے دیدیئے ہیں آپ کو میرے ذکر کئے گئے اعتراضات کے جوابات دینے چاہئیں۔　فقط

امام علی قاسمی عفی عنہ
صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی لکھیم پور
۹ محرام الحرام ۱۳۹۸ھ ۱۲ بجے دن

خلاصہ بریلویوں کے اعتراضات کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قرآن مجید لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پڑھے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم نماز کے قریب مت جاؤ اور یہ نہ بتائے کہ آگے وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی بھی ہے یعنی نشے کی حالت کے لئے یہ حکم ہے، بڑے بڑے علماء دین کی کتابوں سے عبارتیں کاٹ چھانٹ کر پیش کرکے کافر ہونے کا حکم لگانا بہت بڑی خیانت بہت بڑی بددیانتی ہے، میدان حشر میں اس فریب و ظلم کی سزا ضرور ملے گی۔ ؎

قریب یار وہ ہے روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

آستین کا لہو

بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

اہل حق کا مقصد اللہ کے دین کو بلند کرنا ہے، وہ اللہ کے بندوں کو اسلام کا راستہ دکھاتے ہیں، ضروریاتِ دین پر ایمان رکھنے والوں اور اس کے اقرار کرنے والوں کو کافر بنا کر اپنی عاقبت خراب نہیں کرتے ہیں اسی لئے مولوی احمد رضا خاں بریلوی علیہ ما علیہ اور ان کے متعلقین کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرتے رہے ہیں لیکن اب جبکہ ان کے دین و مذہب کی کتابوں کو پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ مولوی احمد رضا خاں علیہ ما علیہ پر اقراری کفر واقع ہو چکا ہے اور ان کی تحریروں میں کافی قابل اعتراض مضامین موجود ہیں، جن کا کچھ نمونہ آئندہ کی تحریروں میں چڑھتے پانی سر سے اونچا دیکھ کر ہم پردہ پوشی کا رویہ ترک کرکے شیشہ کے محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنے والوں پر سنگ باری کرنے جا رہے ہیں ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتا رازِ سربستہ نہ ہنگامہ بپا ہوتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولوی محمد ادریس رضا رضوی حشمتی بعد ما ھو المسنون آنکہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن میں آیت شریفہ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ط (سورۂ آل عمران پارہ ۴ رکوع ۵) ترجمہ: تم فرما دو مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لیکر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو

(ص۱۰۹ عکسی مطبوعہ تاج کمپنی لیمٹڈ) اسی طرح آیت کُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ط (سورہ مائدہ پارہ ۶ رکوع ۱۰) ترجمہ: جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لیکر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں (ص۲۴۱ حوالہ بالا) ان دونوں آیتوں کے ترجمہ میں آپکے اعلیٰ حضرت نے ۱۳۳۰ھ میں رسولوں کی شہادت کا اقرار کیا ہے اور ۱۳۳۸ھ میں الملفوظ حصہ چہارم ص۲۰ (مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی) پر فرماتے ہیں "رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا، انبیاء البتہ شہید کئے گئے رسول کوئی شہید نہ ہوا يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ فرمایا نہ کہ يقتلون الرسل اور حسام الحرمین میں ص۲۲ پر لکھتے ہیں: کلام الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے، اب اگر کوئی ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے۔

اب آپ واضح فرمائیں کہ آپکے اعلیٰ حضرت اپنے اس قول کے مطابق کافر ہوئے کہ نہیں؟ اگر ہوئے تو اقرار فرمائیں اور اگر نہیں ہوئے تو وجہ واضح طور پر لکھیں اور ان کی تحریر سے ان کا رجوع ثابت کریں، آپکے اعلیٰ حضرت کا انتقال ۱۳۴۰ھ ۲۵ صفر یوم جمعہ ۲ بجکر ۲۱ منٹ پر اذان جمعہ سے کچھ منٹ قبل ہوا ہے، لہٰذا آپ انکار شہادت رسل کے بعد تقریباً دو سال بقید حیات اپنے کفر پر جمے رہے، دیکھیں آپ کی منت شناسی اور اپنے اعلیحضرت کی عقیدت کا اعتراف، جب آپ اس جبل عظیم کو انکے سر سے ہٹا سکیں، چونکہ آپنے مجھ کو مخاطب بنایا ہے اور ۲۵، ۲۶، ۲۷ ار اکتوبر ۱۹۶۶ء بمقام بوریا ضلع مندسور مناظرہ میں آپکے اعلیحضرت بریلوی پر رسولوں کی شہادت کا انکار میں نے ہی ثابت کیا تھا آج بھی اس کو میں ہی پیش کر رہا ہوں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَا یَرْمِی رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا یَرْمِیہِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ اِلَیہِ اِنْ لَمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ (رواہ البخاری) (یعنی کوئی شخص کسی پر فسق کا الزام نہ لگائے اور کفر کا الزام نہ لگائے ورنہ جس پر الزام لگایا گیا ہے وہ اگر مستحق نہیں ہے تو الزام لگانے والے پر لوٹے گا)

خود آپ کے اعلیحضرت بریلوی نے بھی ایک حدیث شریف کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے کہ جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا ہے سچ کافر تھا تو خیر ورنہ یہ لفظ اس کہنے والے پر پلٹ آئیگا، آپکے اعلیحضرت بریلوی نے اس ترجمہ میں محض کلمہ گو کی قید لگائی ہے اسی اصول پر یہ سب علماء دین بدرجہ اولیٰ مؤمن ہیں، کہ خود کلمہ گو تھے اور ہزاروں بندگان خدا کو کلمہ گو بنادیا اور اس پر عامل کردیا، بموجب حدیث صحیح اور خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم وہ کفر جو اعلیٰ حضرت نے ہمارے بزرگوں پر لگایا انہیں پر لوٹ آیا۔ ؎

دین احمد سے عداوت ہو تو ایماں کیسا ⁂ کفر کعبے جو لاباوہ مسلماں کیسا
گر خدا خواہد کہ پردہ پر درد ⁂ میلش اندر طعنہ پاکاں درد

خدا کی قدرت کاملہ کا انکار بیان

اعتراض ۲۱ جواب کی زحمت گوارہ فرمائیے۔

آپ کے اعلیحضرت بریلوی نے غزوۂ احزاب کا واقعہ نقل کیا ہے کہ "رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے جبیب کی شمالی ہوا کو حکم ہوا کہ جا اور کافروں کو نیست و نابود کردے اس نے کہا الحلائل لا یخرجن باللیل بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں فعاقبہا اللہ تعالیٰ تو اس کو اللہ نے بانجھ کردیا۔ اسیوجہ سے شمالی ہوا سے پانی کبھی نہیں برستا (الملفوظ حصہ چہارم ص۸) آپکے اعلیحضرت نے یہ واقعہ بلا اسناد الملفوظ میں درج کیا ہے چونکہ ہوا نے اللہ کا حکم نہیں مانا اس لئے اللہ تعالیٰ کا اس

پر غضب ہوا اور اس کو بانجھ کر دیا اور آگے چلکر آپکے اعلیٰحضرت بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ "اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی نہیں برستا۔ کچھ تو فرمائیے کہ آپ کے اعلیٰحضرت نے یہ جھوٹ کہا ہے کہ سچ کہا ہے؟ فیصلہ آپ ہی پر چھوڑ رہا ہوں، کیا ہندوستان کے طول و عرض میں یا مختلف مقامات پر شمالی ہوا سے پانی نہیں برستا ہے؟ کیا خدا کی عدم قدرت اور عجز کا پتہ نہیں چلتا ہے؟ اس لئے کہ احکام الٰہیہ کی دو قسمیں ہیں تکوینی، تشریعی۔

تکوینی احکام میں جسے وہ حکم دیدیں گے وہ اس پر سر مو مجال نہیں ہے کہ عمل نہ کرے اور ظاہر ہے کہ ہوا مکلف شرعی نہیں ہے اس لئے اسے جو حکم دیا گیا وہ حکم تکوینی ہے یہ بیان کرنا کہ ہوا نے خدا کا حکم نہیں مانا خدائے تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے آپ کو اعلیٰحضرت بریلوی سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے اعتراض کو اٹھانا چاہئے۔

صحابہ کرامؓ کی درپردہ اہانت (اعتراض ۵۲)

وصایا شریف جس کو جناب مولوی حسنین رضا خاں صاحب نے بعض ضروری حالات اور اضافات کیساتھ مرتب کیا ہے اور جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ نے اپنے خرچ سے الکٹرک ابوالعلا برقی پریس میں چھپوایا جو چوبیس ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے صفحہ ۲۴ پر یہ عبارت موجود ہے" زہد تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کو یہ کہتے سنا ہے کہ انکو (یعنی اعلیٰحضرت بریلوی کو) دیکھ کر صحابہؓ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا" کیا اس سے صحابہ کرامؓ کی توہین نہیں ہوتی ہے رضاخانیوں کی یہ عادت ہے ممکن ہے آپ کی نہ ہو کہ کتاب ہی کا انکار کر دیتے ہیں، اہل حق کے اعتراض کرنے پر لفظ "کم" حذف کر دیا، پہلے وصایا شریف میں جس کے مرتب مولوی حسنین رضا خاں صاحب ہیں یہی عبارت ہے جس سے صحابہ کرامؓ کی توہین لازم آتی ہے، البتہ تیسری مرتبہ شائع کر کے "کم" کے بجائے جملہ "لطف آ گیا" لکھدیا گیا ہے، مولوی حسنین رضا کی شائع شدہ وصایا کو کیا موجودہ دور کے رضاخانیوں کو بدلنے کا حق ہے۔

بدزبانی کی انتہا

سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی جب توہین کی گئی اور ان پر بہتان لگایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا جو اوپر مذکور ہوا جس کا ترجمہ آپکے اعلیحضرت یہ فرماتے ہیں "الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو ص ۵۰۹" حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی آئندہ توہین مت کرنا یہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے آپکے اعلیحضرت بریلوی کو کیا پتہ تھا کہ میں بھی ایک قسم کی توہین کا مرتکب ہونگا۔ ان کے توہین آمیز اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔ "نقل کفر کفر باشد"

آج آنکھوں میں ہے ایک بلبل بیباک نظر ؛ بخیا تار نگاسوزن مژگاں سے کرے

اس شعر میں ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ کیلئے جو الفاظ استعمال کئے ہیں اور جس طرح ان کا سراپا کھینچا ہے کیا وہ ماں ہی کا سراپا ہے، استغفر اللہ آگے پڑھئے

تنگ اور چست لباس اور وہ جوبن کا ابھار ؛ مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت ؛ کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

بے علم سے بے علم مسلمان جانتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی تھیں اور آپ کی تمام بیبیوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تمام امت مسلمہ کی مائیں قرار دیا ہے اور مسلمان ہی نہیں غیر مسلم تک اس احساس میں شریک اور متفق ہیں کہ بدمعاش سے بدمعاش آدمی بھی چاہئے کتنا بڑا زانی اور بے حیا ہو اپنی ماں کے بارے میں اس کے حاشیہ خیال میں بھی ایسے الفاظ نہیں آسکتے جو عریانیت کے تیور لئے ہوئے ہوں اس عالم آشکار حقیقت کو سامنے رکھئے اور دیکھئے اس ماں کیلئے جو سگی ماں سے بڑھکر مقدس ہے، جو آقائے نامدارؐ کی حرم میں محبوب ترین بیوی ہیں، غضب ہے کہ رضاخانی حلقہ کے امام شیخ و مرشد کیا طرز گفتگو اختیار فرما رہے ہیں جس کی ناپاکی اور لرزہ خیزی کا

حق وضاحت ادا نہیں کر سکتا زبان ولغت کے پاس وہ الفاظ ہی نہیں جو اس گندہ ذہنی کی پوری ترجمانی کر سکیں جب مرشد، شیخ، امام ایسے ذہن کے ہوں گے تو انکے شاگردوں اور پیروی کرنیوالوں میں شرافت اور حیا نام کی کوئی چیز کہاں پائی جائے گی چنانچہ بلاتکلف ان اشعار کو چھاپا اور پھیلایا گیا، کتاب یعنی مجموعہ کلام کا نام حدائق بخشش ہے جس کے حصہ سوم ص۲۶، ۲۷ پر یہ اشعار ہیں اور خوش فکری دیکھئے کہ ایسے شیطانی تخیل کے زینے سے بخشش اور انعام کی اونچی چھت پر پہنچنے کے امیدوار ہیں۔ (اہل حق کے اعتراض اور حکومتی عدالت کی سزا کے ڈر سے اب کتاب کا چھاپنا بند کر دیا ہے۔)

خدا کو بھی نہ چھوڑا

آپکے اعلیحضرت بریلوی کو توہین کرنے کا کچھ شوق ہی اتنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑا اور اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو وہابیہ فرقہ کا نام دیکر اس کی طرف کیا کیا عقیدے منسوب کئے ہیں جنکو زبان قلم پر لانا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن نقل کفر کفر نہ باشد، اسلئے نقل کئے جا رہے ہیں، فتاویٰ رضویہ جلد ۱ ص۱۰۵ پر اللہ تعالیٰ کے بارے میں انتہائی گستاخانہ الفاظ تحریر کئے ہیں پہلے لکھا وہابی ایسے خدا کو کہتے ہیں، غیر مقلد ایسے خدا کو کہتے ہیں پھر اسکے بعد تقریباً ۲۶۰ گالیاں اس کو دی ہیں، اے رضا خانیو! کیا دیوبندیوں کی کسی کتاب میں تم یہ دکھا سکتے ہو کہ وہ ایسے کو خدا کہتے ہیں جیسی صفات والے خدا کی نسبت تمہارے اعلیحضرت نے کی ہے اگر تم دیوبندیوں کی کسی کتاب میں دکھا سکتے ہو تو دس ہزار روپیہ انعام تمہیں دیا جائے گا (ایسے کو کہتے ہیں) نظر انداز نہ کیجئے گا، مغالطہ اور دھوکہ دینے کی کوشش نہ کیجئے گا اور اگر کیجئے گا تو اس کو شکست مانا جائے گا۔

ارشاد احمد مبلغ دار العلوم دیوبند ۸ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ ۸ بجے شب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　جناب مولوی محمد ادریس رضا صاحب

بعد ما ہو المسنون! معلوم ہو کہ میرے نزدیک جوالا ہم فالاہم تھا اس کے مطابق

ایک سوالات کی تحریر روانہ کرچکا ہوں یہ دوسری تحریر بھی پیش کر رہا ہوں جو جواب طلب ہے، آپ پر آپکے اعلیحضرت کی کتب حجت ہیں اور فتاوی رضویہ کا کیا کہنا، اسے آپکے مذاہب کی بنیادی کتب میں شمار کرنا چاہیئے، اب میں اسی پر گفتگو شروع کر رہا ہوں۔ فتاوی رضویہ کے مقدمے میں ہے لَمْ يَطْمِثْهُنَّ قَبْلِيْ اِنْسٌ وَّلَا جَانٌّ اپنے فتاوی کی تعریف میں یہ خود اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا: جس کا ترجمہ ہے اور ستھری دلہنیں گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں، جنکو مجھ سے پہلے کسی آدمی یا جن نے ہاتھ نہیں لگایا، یہ ترجمہ بھی آپکے اعلیحضرت ہی کا ہے، اب میں پوچھتا ہوں۔

اعتراض ۱: قرآن مجید کی آیت میں تھوڑی سی تبدیلی کرکے اپنے فتوؤں کی تعریف میں اسے استعمال کرنا کیا اہانت کلام الٰہی نہیں ہے۔

اعتراض ۲: آپکے اعلیحضرت کے فتاوی کیا جنت کی حوروں کے مشابہ ہیں اور جنت کی حوروں سے تشبیہ دینے والا اپنے فتوؤں کو دیندار ہے یا نہیں؟

اعتراض ۳: جب آپکے اعلیحضرت کے فتاوی ایسے ہیں کہ جن تک کسی انسان اور کسی جن کی رسائی نہیں ہے اس لئے وہ فتاوی خود ساختہ اور نئے ہوئے اب میں کہتا ہوں اپنے فتاوی کو بدعت و محدثات ماننے کا اقرار اور اپنے مبتدع ہونے کا اعلان اپنی عبارت میں کردیا ہے۔

اعتراض ۴: آپکے اعلیحضرت نے اپنے مذکورہ جملے میں رسول اکرم ﷺ کے عالم ماکان وما یکون نہ ہونیکا درپردہ اعلان کرکے اپنے عقیدے کی تردید اپنے قلم سے کردی ہے۔

اعتراض ۵: آپکے اعلیحضرت نے اپنے علم کو حضور ﷺ کے علوم عالیہ پر ترجیح دی ہے جبھی تو اپنے فتاوی تک کسی انسان اور جن کی پہنچ نہ ہونے کا اقرار کیا ہے۔

چھوت چھات کی تعلیم

آپکے اعلیحضرت چھوت چھات کے قائل معلوم ہوتے ہیں اور وہابی دیوبندی اور علماء دیوبند کو عالم دین سمجھنے والوں سے مصافحہ کرنا خود ہی حرام قطعی اور گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں

اور بلا ارادہ بھی بدن سے بدن چھو جانے پر وضو دوبارہ کرنا مستحب سمجھتے ہیں، ثبوت کیلئے فتاویٰ رضویہ ص ۱۹۱ کی یہ عبارت دیکھئے۔

" ان دس طائفوں اور ان کے امثال سے مصافحہ کرنا خود ہی حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے اگر بلا قصد بھی ان کے بدن سے بدن چھو جائے تو وضو کا اعادہ بھی مستحب ہے "۔ جناب سے اس سلسلے میں یہ پوچھا ہے کہ چھوت چھات کی تعلیم کے لئے سند پیش کیجئے اور بتلائیے کہ ایسی گروہ بندی اور فرقہ بندی کی تعلیم کس دلیل شرعی پر دی گئی ہے اور علماء دیوبند کو علماء دین سمجھنے والوں سے بھی آپ مرتد و کافر سے بدتر رویہ اختیار کرنے کا اپنے اعلیٰ حضرت کے فتوے کے سبب حکم دیتے ہیں، انکے نکاحوں کو باطل سمجھتے ہیں، انکی اولاد کو ناجائز سمجھتے ہیں انکے ذبیحہ کو حرام سمجھتے ہیں، آپکے ان مسائل کا نتیجہ کتنا برا ہے کہ آپکی غذائیں اور آپکے اجسام اور آپکے محلے اور آپکی گلیاں آپکے راستے آپکی نمازیں آپ کا وضو سب غلط اور ناجائز ہو گئے آپکے فتوے کے مطابق خود آپکے لئے کتنی تنگی ہو جائے گی اور آپ کتنا قید ہو جائیں گے اس کا جواب ضرور دیں اور لوگوں کو مسائل بتلادیں تاکہ وہ اپنے کو حرام قطعی سے بچاتے رہیں یا اپنی غلطی کا اقرار کرلیں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے رویہ سے رک جائیں۔　فقط　امام علی عفی عنہ

صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی ۶ محرم الحرام ۸۶ھ

جواب نہیں دیا اور چلے گئے

اہل حق کی آخری تحریروں کا جواب دیئے بغیر اہل باطل روانہ ہو گئے بلکہ آخری تحریر پر وصولی کے دستخط بھی نہیں کئے، مگر تحریر رکھ لی اور بتادیا کہ کھو گئی ہے، اہل حق جمعہ تک ٹھہرے رہے، اصلاحی تقریریں مسجد میں کرتے رہے جمعہ کی نماز ادا کرکے اور پیغام حق پیش کرنے کا فریضہ ادا کرکے غلبۂ حق پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔　فالحمد للہ علیٰ ذالک

علماء اہل باطل نے پلیا سے جاتے جاتے فساد و ہنگامہ کرنیکی کوشش بھی کی تھی مگر تھانہ پلیا کی پولیس افسروں کی امن پسندی اور تھانیدار رائے صاحب کی انصاف پسندی اور احساس ذمہ داری نے فضا کو پرسکون بنائے رکھا، یہ جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوا، وہاں تھانیدار صاحب نے حضرت مولانا سید ارشاد احمد صاحب مدظلہ، سے دعا کی درخواست کی، مولانا نے انصاف پسندی کے صلے میں دعا فرمائی، تیسرے ہی دن افسر دوم سے افسر اول ہونے یا فوری آرڈر رائے صاحب کو مل گیا، حق کا ساتھ دینے والے اپنی دلی مرادیں اسی طرح حاصل کرتے ہیں، مناظرہ کے بعد اہل حق نے "فتح عظیم" کے عنوان سے اشتہار چھپوایا، شرمندگی مٹانے کے لئے بریلویوں نے "فتح مبین" کے عنوان سے جھوٹا اشتہار نکالا۔ اور ایک روداد شائع کرنے کا اعلان کیا۔ جس پر آپس میں اختلاف ہوگیا اور اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت ہونے تک کوئی جواب سامنے نہیں آیا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو مسلک حق کی اشاعت و نصرت پر قائم رکھے

آمین

اسی مناظرہ کے موقع پر دینی تعلیم و تبلیغ کے لئے محلہ رنگریزاں میں دو مدرسہ، صراط مستقیم پلیا کلاں کا سنگ بنیاد بھی حضرت مولانا سید ارشاد احمد صاحب و مولانا امام علی صاحب وغیرہ نے رکھا اور سب حاضرین نے دعائیں کیں، بحمداللہ مدرسہ دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ